مسئلۂ حاضر و ناظر

از رشحاتِ قلم:
حضرت علامہ ابو طاہر
محمد طیب قادری رضوی داناپوری

تخریج و تحقیق
محمد طفیل احمد مصباحی

ناشر: مخدومِ جہاں اکیڈمی ممبئی

بسم الله الرحمن الرحيم

بفیضِ روحانی: حضور سیدنا شیخ شرف الدین یحییٰ منیری قدس سرہٗ

مسئلۂ حاضر وناظر

از رشحاتِ قلم:

حضرت علامہ ابوطاہر

محمد طیب قادری رضوی داناپوری

ناشر:

مخدومِ جہاں اکیڈمی، گھاٹکوپر ممبئی۔

نام کتاب : مسئلۂ حاضر وناظر

مصنف : حضرت علامہ ابوطاہر محمد طیب قادری رضوی داناپوری

تخریج وتحقیق : محمد طفیل احمد مصباحی (نائب ایڈیٹر ماہنامہ اشرفیہ)

تقدیم : محمد ابرار احمد قادری

(خادم تدریس وافتا دارالعلوم قادریہ صابریہ برکات رضا، کلیر شریف)

پروف ریڈنگ : احمد رضا پورنوی، شمیم اختر پورنوی

(متعلمین درجۂ سابعہ دارالعلوم قادریہ صابریہ برکات رضا، کلیر شریف)

کمپوزنگ : ماڈرن پرنٹرس، ممبئی۔(8796034360)

ملنے کے پتے : مکتبہ رحمانیہ رضویہ بریلی شریف

المجمع الاسلامی مبارک پور

حق اکیڈمی مبارک پور

مکہ مسجد گھاٹ کوپر

مولانا بابر عالم نوری مسجد کلوا

محمد ابرار احمد ٹی ٹی ہا پورنیہ بہار

مولانا محمد طفیل احمد مصباحی بانکا بہار

تقدیم

از: محمد ابرار احمد قادری پورنوی

(دار العلوم قادریہ صابریہ برکاتِ رضا)

صوبۂ بہار کی علمی، دینی، ادبی اور ثقافتی حیثیت مسلم ہے۔ دین ودانش اور ثقافت کی ترویج واشاعت میں بہار اور فرزندانِ بہار کی کاوشوں کو کسی بھی صورت میں فراموش نہیں کیا جا سکتا، بہار کی سرزمین وہ مقدس سرزمین ہے جہاں ان گنت ایسے ہیرے اور جواہر پارے پیدا ہوئے جن کی ضوفشانیوں سے سارا جہاں معطر ہے۔

قدوۃ العلما، افضل الفضلا، اکمل الکملا حضرت علامہ مفتی محمد ابوطاہر محمد طیب دانا پوری قدس سرہ سرزمینِ بہار کے وہ قابلِ فخر فرزند ہیں جن کی علمی، دینی، مسلکی خدمات کا اعتراف تمام عالمِ اسلام کو ہے۔ آپ نے جس بنجر زمین پر قدم رکھا وہ سرسبز وشاداب ہوگئی، جس بھٹکی ہوئی قوم میں تشریف لے گئے ان کے دلوں میں ایمان وہدایت کی قندیلیں روشن کردیں۔ ایوانِ نجدیت میں قدم رکھا تو زلزلہ پیدا کردیا اور اہل سنت کے خلاف بچھی ہوئی تہ بتہ ضلالت وگمرہی کو الٹ کر رکھ دیا۔

جاے پیدائش اور تعلیم وتربیت: آپ صوبۂ بہار کے ایک زرخیز علاقہ ''دانا پور'' میں پیدا ہوئے۔ گھر والوں نے آپ کا نام محمد طیب رکھا اور آپ کی کنیت ابوطاہر ہے اور علما ومشائخ کی جانب سے عطا کردہ لقب اطیب العلما ہے۔ آپ نسبًا صدیقی، مسلکًا حنفی، مشربًا قادری تھے۔ آپ کے والد ماجد حضرت علامہ عبد السبحان صاحب علیہ الرحمہ ایک دین دار اور متصلب سنّی صحیح العقیدہ عالم تھے۔ آپ اپنے والد ہی کے زیر سایہ ایامِ طفولیت کے مراحل سے گزر رہے تھے کہ حضور شیر بیشۂ اہل سنت حضرت علامہ حشمت علی خان قدس سرہ نے آپ کی نشو ونما کی ذمے داری اپنے سر لے لی اور آپ ہی کے زیرِ سایہ حضرت علامہ دانا پوری نے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ درجاتِ عالیہ کی تعلیم کے حصول کے لیے اجمل العلوم سنبھل، انجمن حزب الاحناف لاہور کا رخ کیا، جہاں آپ نے عالمیت اور فضیلت کی تکمیل کے علاوہ تحقیق وافتا کی بیش بہا دولت سے بھی

اپنے آپ کو آراستہ کیا اور دستار وسند سے نوازے گئے۔ آپ کے مشاہیر اساتذہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) مفتیِ اعظم حضرت علامہ مصطفیٰ رضا خان قادری برکاتی علیہ الرحمہ
(۲) تلمیذِ ارشد اعلیٰ حضرت ملک العلما حضرت علامہ سید ظفر الدین قدس سرہ
(۳) شیر بیشۂ اہل سنت حضرت علامہ حشمت علی خان علیہ الرحمہ
(۴) اجمل العلما حضرت علامہ اجمل صاحب قبلہ علیہ الرحمہ

بیعت وارادت: آپ نے حضور سیدنا محمد میاں مارہروی قدس سرہ کے دستِ برحق پر بیعت کی۔ مندرجۂ ذیل اکابر اہل سنت سے آپ کو اجازت وخلافت حاصل ہے۔

(۱) مفتیِ اعظم حضرت علامہ مصطفیٰ رضا خان قادری برکاتی علیہ الرحمہ
(۲) تاج العلما حضرت سید محمد میاں مارہروی علیہ الرحمہ
(۳) شیر بیشۂ اہل سنت حضرت علامہ حشمت علی خان علیہ الرحمہ
(۴) قطبِ مدینہ حضرت علامہ سید ضیاء الدین مدنی قدس سرہٗ

ذہانت: ربِ قدیر نے آپ کو غضب کا حافظہ عطا فرمایا تھا۔ میں نے آپ کے بعض تلامذہ سے سنا کہ آپ ایک بار جس کتاب کو دیکھ لیتے اور مطالعہ فرما لیتے وہ برسوں تک آپ کو یاد رہتی۔ آپ کا حافظہ نہایت مضبوط تھا، حافظہ کی قوت اور افہام وتفہیم کے سبب آپ کو اپنے ہم سبق اصحاب پر فوقیت حاصل تھی۔ **فالحمد للہ علی ذٰلک**

تدریسی خدمات: بعد فراغت آپ نے متعدد مدارسِ اہل سنت میں تدریسی خدمات انجام دیں اور علوم وفنون کے جواہر پارے لٹائے۔ خصوصًا پیلی بھیت شریف، مارہرہ شریف، کانپور، ممبئی، پٹنہ اور حزب الاحناف لاہور میں تو آپ نے ہزاروں شاگرد پیدا کیے۔

اندازِ تدریس: میں نے آپ کے بعض تلامذہ سے سنا ہے کہ جب آپ درس دیتے تو تمام طلبہ مکمل انہماک اور توجہ سے آپ کا خطاب سماعت کرتے۔ گویا ایسا محسوس ہوتا تھا کہ آپ ہیرے اور موتی لٹا رہے ہیں اور کوئی غفلت میں انھیں ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ بالجملہ اسباق تمام طلبہ کے دلوں میں نقش ہو جاتے۔

فقہ وافتا: حدیث میں ہے: مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّھْهُ فِی الدِّیْنِ (یعنی اللہ تعالیٰ جس کا بھلا چاہتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔) جب ہم علامہ داناپوری کے فتاوٰی کا مطالعہ کرتے ہیں تو بے شک اس مذکور حدیث کا آپ کو کامل مصداق پاتے ہیں کہ آپ کو بفضلہٖ تعالیٰ فقہی جزئیات پر کامل عبور اور دسترس حاصل تھی۔ آپ کی طرزِ تحریر اور اسلوب میں علامہ شامی کی جھلک اور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی تحقیق کا عکس نظر آتا ہے۔ جب کسی مسئلے پر قلم اٹھاتے تو دلائل کے انبار لگا دیتے۔ آپ کے قلمِ اشہب سے ہزاروں فتاوے صادر ہوئے مگر افسوس کہ اب مشکل سے ایک ہزار فتوے بھی نہیں ملیں گے۔

تلامذہ: آپ کے مشاہیر تلامذہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) حضرت علامہ مفتی محمد محمود رضا قادری (سجادہ نشین آستانۂ عالیہ طیبہ، جاورہ رتلام، ایم پی)
(۲) شہزادۂ شیر بیشۂ اہل سنت حضرت علامہ مفتی مشاہد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ پیلی بھیتی
(۳) احسن العلما حضرت سید حیدر حسن میاں صاحب مارہروی علیہ الرحمہ
(۴) حضرت مولانا صبغۃ اللہ صاحب انصاری پیلی بھیتی
(۵) حضرت مولانا شمس اللہ صاحب پیلی بھیتی
(۶) حضرت حافظ عمران احمد صاحب
(۷) حضرت مولانا نذیر احمد صاحب
(۸) حضرت مولانا محمد جعفر صاحب
(۹) حضرت مولانا محمد رفیق صاحب
(۱۰) مولانا عبد الرشید میاں سجادہ نشین آستانۂ قدیریہ پیلی بھیت
(۱۱) حضرت علامہ مولانا ابو النور محمد بشیر صاحب کوٹلوی
(۱۲) حضرت مولانا محمود صاحب شارحِ بخاری لاہور

تصانیف: علامہ داناپوری تصنیف و تالیف کی دنیا میں بھی اپنی مثال آپ تھے۔ مختلف موضوع پر عناوین پر مشتمل درجنوں کتب و رسائل و فتاوے آپ کے قلمِ اشہب سے معرضِ وجود

میں آئے۔ مگر افسوس کہ دیگر اسلاف کی طرح آپ کی بھی تصانیف میں سے اکثر ضائع ہوگئیں یا دیمک کی نذر ہوگئیں۔ جو تصانیف یا جن کا صرف نام باقی ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) تجانب اہل السنۃ عن اہل الفتنۃ
(۲) اقوم البیان
(۳) نعرۂ حقانیت
(۴) رسالۂ علمِ غیب
(۵) مشرقی کا غلط مذہب (۸ حصے)
(۶) قہرِ خداوندی
(۷) اکمال الیقین
(۸) پیغامِ معراج (۳ حصے)
(۹) الحکم والرحمۃ فی اذان الجمعۃ
(۱۰) داڑھی کے احکام
(۱۱) برق الملفوظ
(۱۲) العضوب السنیۃ
(۱۳) مناظرۂ ادری
(۱۴) سنانِ قادری
(۱۵) توضیحِ حق و بدی
(۱۶) قہر القادر علیٰ الکفار اللیڈر
(۱۷) رودادِ مناظرۂ ملتان
(۱۸) حکمِ شریعت
(۱۹) حاتم اصم کے وصایا پر حاشیے
(۲۰) الرد علی المشرقی الاکفر
(۲۱) فتاواے طیب
(۲۲) مقالاتِ طیب
(۲۳) دیوانِ طیب

وصالِ پُر ملال: ۲۲ صفر المظفر ۱۳۹۷ھ مطابق ۱۲ فروری ۱۹۷۷ء، شبِ یک شنبہ ۹ بج کر ۴۵ منٹ پر آپ نے داعیِ اجل کو لبیک کہا۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔

وَ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ سے سنہ وفات (۱۳۹۷ھ) نکلتی ہے۔

نوٹ: بسیار تتبع و تلاش کے باوجود آپ کی تاریخِ پیدائش نہ مل سکی۔

زیرِ نظر کتاب مسئلۂ حاضر و ناظر بھی آپ کے قلمِ اشہب کا نتیجہ ہے جو در حقیقت آپ کے فتاوٰی میں سے چند فتووں کا مجموعہ ہے۔ یہ کتاب در اصل وہابیہ دیابنہ کے اس قول کہ ”حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر ماننا شرک ہے“ کا شافی و وافی جواب ہے جس میں آپ نے آیاتِ قرآنیہ و احادیثِ صحیحہ و اقوالِ علما سے ثابت کیا ہے کہ بلا شبہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم حاضر وناظر ہیں اور حضور کو حاضر وناظر ماننے والوں کو طعن وتشنیع کا نشانہ بنانے والے اوران پر شرک وبدعت کے فتوے لگانے والے خود ہی شرک وبدعت میں مبتلا ہیں۔

برادرِ محترم خلیفۂ تاج الشریعہ مولانا محمد طفیل احمد مصباحی (نائب ایڈیٹر ماہنامہ اشرفیہ) نے کتاب میں مذکور عربی عبارات کی تخریج کردی ہے اور جا بجا حاشیہ لگا کر کتاب کی افادیت میں اور اضافہ کر دیا ہے۔ برادرِ محترم حضرت علامہ ومولانا طفیل احمد صاحب قبلہ ایک نہایت ہی باصلاحیت عالم، ماہرِ قلم کار اور درجنوں کتابوں کے مصنف ہیں۔ موصوف کی تحریریں اربابِ دانش کی نگاہوں میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھی اور پڑھی جاتی ہیں۔ مزاج میں عالمانہ اور عادات واطوار میں تصوفانہ رنگ جھلکتا ہے۔ عالمِ اسلام کی عبقری شخصیت حضور سیدی وسندی استاذی الکریم علامہ شاہ اختر رضا ازہری کے چہیتے مرید وخلیفہ اور مقرب بارگاہ ہیں۔

اب اخیر میں ان لوگوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنھوں نے اس کتاب کی طباعت واشاعت میں حصہ لیا۔ خصوصًا جناب ایوب پارمر (گھاٹکوپر) کا، جنھوں نے اپنے والد مرحوم عبدالغنی کے ایصالِ ثواب کے لیے اس کتاب کی طباعت میں زرِ تعاون صرف کیا اور عالی جناب رضوان خان (موٹر مین، کلوا) کا جنھوں نے اس کتاب کی طباعت میں حصہ لیا۔

از:
محمد ابرار احمد قادری
(شیخ الحدیث دارالعلوم قادریہ صابریہ برکاتِ رضا، کلیر شریف)
متوطن: ٹی ٹی ہا پوسٹ دھسمل ہاٹ وایا کشن گنج ضلع پورنیہ بہار
موبائل نمبر: 08865026792 ای میل: abrarahmad626@gmail.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اِس مسئلہ میں کہ:
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو حاضر وناظر کہنا جائز ہے یا نہیں؟ اِس کے دلائل کیا ہیں؟ وہابیہ مرتدین ودیابنہ ملحدین حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو حاضر وناظر ماننے کی بناء پر مسلمانوں کو کافر ومرتد کہتے ہیں یہ صحیح ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

المستفتی: (مولوی) سراج الدین (صاحب)
خطیب جامع کورٹ محمود، ڈاکخانہ شرق پور، ضلع شیخ پورہ، پنجاب۔
وبرکت علی ارائین، ساکن بھریانوالہ، ڈاکخانہ شرق پور۔

الجواب

حضور پُر نور رحمتِ عالم نورِ مجسّم مظہرِ اتم لا بسم اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم یقیناً حاضر وناظر ہیں۔

دلیل اوّل: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِداً وَّمُبَشِّراً وَّنَذِیْراً [۱]۔ اے نبی ہم نے تم کو شاہد اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سُنانے والا بنا کر بھیجا۔ لفظ شاہد شہود بمعنی حضور سے ماخوذ ہے[۲]۔ دُعائے میت میں جو لفظ ''شَاھِدِنَا'' آتا ہے، اِسی شہود سے مشتق ہے، جس کے معنٰی حاضر ہیں یا مشاہدہ سے مشتق ہے جس کے معنٰی رویت بمعنٰی دیکھنا ہیں[۳]۔ اِس مادّہ سے شاہد کے معنی دیکھنے والا یعنی ناظر ہوئے۔ یا شہادت سے ماخوذ ہے اور شہادت کے معنی دیکھنے والا یعنی گواہی دینا ہیں۔ اِس مادّہ سے شاہد کے معنی گواہی دینے والا ہوئے۔ بہر تقدیر شاہد کے معنی تین ہوئے۔ حاضر وناظر وگواہ اور ہر تقدیر پر حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم حاضر وناظر ہیں کہ اگر شاہد کے معنیٰ حاضر وناظر لیے جائیں تو مسئلہ بالکل واضع ہے، محتاجِ بیان نہیں۔ وذھب الیہ اکثر المحققین اور اگر شاہد کے معنی گواہ ہی لیے

جائیں تو پھر بھی مقصود حاصل ہے۔ کیونکہ شریعت مطہرہ میں دیکھی ہوئی چیزوں ہی کی گواہی مقبول ہے۔ بغیر دیکھے گواہی ہرگز مقبول نہیں بلکہ مردود ہے۔

دلیل دوم: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَاۗءِ شَهِيْدًا o[۴] ان سب پر ہم آپکو گواہ لائیں گے۔ بارگاہِ الٰہی میں حضور ہی کی گواہی پر مقدمہ کا فیصلہ ہوجائیگا۔ اور حضور پر جرح وقدح ہرگز نہ ہوگا۔ کیونکہ حضور کی گواہی دیکھی ہوئی باتوں ہی میں ہوگی جو بہرحال قطعی ہوگی تو ثابت ہوا کہ حضور حاضر بھی ہیں، ناظر بھی۔ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ o[۵]۔ بلکہ ظالم اللہ کی آیتوں سے انکار کرتے ہیں۔

دلیل سوم: اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا o[۶]۔ اور یہ رسول تم پر گواہ ہوں گے۔

دلیل چہارم: تفسیر روح البیان میں اسی آیتِ کریمہ کے ماتحت ہے: وَ معنٰی شهادة الرسول عليكم اطلا عه على رتبة كل متدين بدينه و حقيقته التى هو عليها من دينه و حجابه الذى هو به محجوب عن كمال دينه فهو ذنوبهم و حقيقته ايمانهم و اعمالهم و حسناتهم واخلاصهم و نفاقهم و غير ذلك بنورالحق [۷]۔ یعنی مسلمانوں پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شہادت کے یہ معنی ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہر دیندار کے دین کے مرتبوں پر اور اپنے دین میں سے جس حقیقت پر وہ ہے اس پر اور وہ حجاب جس کے سبب دین کے کمال سے محجوب ہوگیا ہے۔ سب پر مطلع اور خبردار ہیں تو وہ امت کے گناہوں کو اور ان کے ایمان کی حقیقت کو اور انکے عملوں اور انکی نیکیوں اور برائیوں اور انکے اخلاص ونفاق سب کو نورِحق سے جانتے ہیں۔ ایمان واخلاص ونفاق دل کے افعال ہیں۔ اور حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اِن پر بھی واقف ہیں کہ کون مومن ہے کون منافق، مومن ہے تو مخلص ہے یا نہیں اُسکے ایمان کا درجہ کیا ہے ترقی کرنے سے رُک گیا ہے تو اُس کا سبب کیا ہے۔ منافق ہے تو کس درجہ کا منافق ہے۔ اِس نفاق سے وہ نکل بھی سکتا ہے یا نہیں۔ نکلے تو کس طرح؟ اور نہیں نکلے گا تو اسکی وجہ کیا ہے؟ اس سے بڑھ کر حاضر وناظر کی اور کیا دلیل ہوسکتی ہے۔

دلیل پنجم: ممکن ہے دشمنانِ عزت وعظمتِ مصطفےٰ علیہ و علیٰ آلہ التحتیہ و الثنا تفسیر روح البیان سے انکار کر بیٹھیں۔ لہٰذا ان کی تفسیر پیش کروں جن کو وہابیہ دیابنہ بھی اپنا اُستاد مانتے ہیں۔ یعنی مولٰنا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہ بھی تفسیر عزیزی یعنی فتح العزیز میں اِسی آیتِ کریمہ کے ماتحت بالکل یہی تفسیر بیان کر رہے ہیں، ملاحظہ ہو۔ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا o[۸] وباشد رسول شما بر شما گواہ زیرا کہ او مطلع ست بنور نبوت بر رتبۂ ہر متدین بدیں خود کہ در کرام درجہ از دیں من رسیدہ است وحقیقتِ ایمان او چیست و حجاب کہ بداں از ترقی محجوب ماندہ است کدام ست پس اومی شناسد گناہانِ شمارا و درجاتِ ایمانِ شمارا و درجاتِ ایمانِ شمارا و اعمالِ نیک و بد شمارا و اخلاص ونفاقِ شمارا لہٰذا شہادتِ او در دنیا وآخرت بحکم شرع در حق امت مقبول و واجب العمل است [۹] یعنی تمہارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تم پر گواہ ہونگے۔ کیونکہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نورِ نبوت کے سبب اپنے دین پر ہر چلنے والے کے رتبہ سے واقف ہیں کہ حضور کے دین میں اِس کا کتنا درجہ ہے اور اُس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور جس پردے کے سبب وہ ترقی سے رُک گیا ہے وہ کون سا حجاب ہے تو حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تم سب کے گناہوں کو اور تم سب کے ایمانوں کے درجوں کو جانتے ہیں اور تمہارے تمام اچھے بُرے کاموں سے آگاہ ہیں اور تمہارے اخلاص ونفاق سے واقف ہیں کہ تم میں جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے، مسلمانوں کے جیسے عمل کرتا ہے وہ آیا دل سے مسلمان ہے یا فقط ظاہر میں مسلمان بنتا ہے اور دل میں منافق ہے۔ اس لئے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شہادت دنیا وآخرت میں بحکم شرع امت کے حق میں مقبول اور اس پر عمل واجب ہے۔

وہابیو! دیوبندیو! تمھارے نزدیک قرآن عظیم سے بھی زیادہ معتبر اپنی لال کتاب تقویۃ الایمان لے کر دوڑو اور کافر کافر، مشرک مشرک بدعتی بدعتی کی تسبیح بھانو! تقویۃ الایمان کی عبارتیں سناؤ کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لئے خدا کی عطا سے بھی ان باتوں کا علم ماننا شرک ہے، کفر ہے، بدعت ہے وغیرہ وغیرہ۔ گر حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فتویٰ کا حق ادا

کر دیا۔اور تقویۃ الایمان دُکھیاری، رسول اللہ کی پھٹکاری، غوث اعظم کی دھتکاری، اولیائے کرام
کی ماری، بیچاری کی ایک نہ سنی اور اپنا نیزۂ خاراشگاف ایسا چلایا کہ اس کے حلق تک پہنچایا جس
سے ابلیس کی پیاری تقویۃ الایمان مع اپنے ارانب وثعالب[۱۰] تلملا کر جہنم رسید ہوگئی۔ ناظرین
کرام! ذرا غور فرما کر سنیئے کہ شاہ صاحب تقویۃ الایمانی دھرم پر کیسی دھوم دھامی شرکی بولی بول
رہے ہیں (یکم) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہر مسلمان کے درجے سے واقف ہیں
(دوم) ہر مسلمان کے ایمان کی حقیقت سے آگاہ ہیں (سوم) ہر شخص کی ترقی سے رُک جانے کا جو
سبب ہے اُس سے خبردار ہیں۔ (چہارم) ہر اُمتی کے تمام گناہوں کو جانتے ہیں (پنجم) بلکہ ہر
اُمتی کے تمام اچھے بُرے کاموں سے واقف ہیں" (ششم) ہر شخص کے دلی حالات پر مطلع ہیں
کہ فلاں شخص کے دل میں ایمان نہیں، صرف ظاہر میں مسلمان کہلاتا ہے اور فلاں فلاں شخص ظاہر و
باطن میں مسلمان ہیں۔ یہ کتنے ڈبل شرکوں کے سات پہاڑ شاہ صاحب نے تقویۃ الایمان کی ننھی
سی جان پر ڈھا دیئے۔ اور رشید احمد گنگوہی وخلیل احمد انبیٹھوی کی فتاویٰ رشیدیہ و براہین قاطعہ کو
جیتے جی فی النار وسقر کردیا کیونکہ ان دونوں مرتدوں نے بھی فتویٰ دیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو صرف مجلسِ نکاح کا علم ماننے والا مشرک ہے۔ بولو! وہابیو! دیوبندیو! شاہ
صاحب کو کتنا ڈبل کافر مشرک کہو گے۔

دلیل ششم: حدیث شریف میں ہے: کل نبیٔ ادم خطاء وخیدالخطائین التبوابون ۝[۱۱]
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر انسان (انبیا و اولیا کے علاوہ) خطا کار ہے
اور خطاکاروں میں بہتر توبہ کرنے والے ہیں۔ (رواہ الترمذی وابن ماجۃ والدارمی عن انس رضی
اللہ تعالیٰ عنہ) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انبیاء اولیاء علیہم وعلیہم الصلاۃ والسلام کے علاوہ
سارے انسان خطاوار ہیں اور توبہ کرنے والے ان سب میں سے اچھے ہیں اور قرآنِ عظیم میں
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝[۱۲] اے
ایمان والو! تم سب کے سب اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کرو تاکہ کامیاب ہو۔ اِس آیتِ کریمہ سے
معلوم ہوا کہ ہر مسلمان پر توبہ و استغفار فرض ہے اور توبہ استغفار میں جلدی کرنا شریعت مطہرہ کے

نظر یک محمود و پسندیدہ چنانچہ مولیٰ علی مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: عَجِّلُوْا بِالتَّوْبَةِ قَبْلَ
الْمَوْتِ۔ موت سے پہلے توبہ میں جلدی کرو اور توبہ کرنے کا طریقہ قرآنِ عظیم نے اِس طرح بتایا
کہ: وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا
اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ [۱۳] اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر
ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شِفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول
کرنے والا مہربان پائیں۔ اس آیتِ کریمہ میں توبہ قبول ہونے کی تین شرطیں بیان کی گئی ہیں۔
انمیں شرطِ اوّل "جاءوك" ہے یعنی اے محبوب تمہاری بارگاہ بیکس پناہ میں حاضر ہوں۔ اب اگر
وہابیوں دیوبندیوں کے عقیدے کے مطابق حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو حاضر و
ناظر نہ مانا جائے اور معاذ اللہ مدینہ طیبہ میں محصور ومقید روضۂ اقدس کے اندر ہی تشریف فرما کر
تسلیم کرلیا جائے تو اس کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ سارے مسلمان بدستور خطاکار و گناہگار ہی ہیں۔
اِن کی توبہ کسی طرح ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ مسلمان ساری دنیا کے اطراف و اکناف و بلاد و امصار
میں پھیلے ہوئے ہیں اور ان میں اکثر و بیشتر غربا ہی ہیں کہ حدیث شریف میں ارشاد فرمایا گیا: "بدأ
الاسلام غریبا سیعود کما بدأ فطوبی الغرباء"[۱۴] اسلام غریبوں میں شروع ہوا اور جس
طرح شروع ہوا اسی طرح عنقریب لوٹ بھی جائے گا۔ یعنی آخر زمانہ میں اسلام غریبوں کے اندر
رہ جائے گا۔ تو غریبوں کو مژدہ (رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)[مشکوٰۃ شریف،
ص۲۹]۔ اس آخر زمانہ میں جبکہ دیندار مسلمان اکثر و بیشتر غریب ہی نظر آرہے ہیں اور زیادہ طور
پر مالداروں، دولتمندوں کو دینِ اسلام و مذہب وملت کی خبر بھی نہیں "الا من شاء اللہ وقلیل
ماھم" کہنا یہ ہے کہ جب مسلمان غریب ہیں تو اکناف و اطرافِ عالم سے سفر کر کے مدینہ طیبہ
پہنچنا ان سے کیوں کر متصور ہوسکتا ہے، یعنی یہ بات یقینی ہے کہ غریب مسلمانوں میں مدینہ طیبہ کی
حاضری کی استطاعت ہی نہیں باقی ہے۔ مالدار اور متمول مسلمان تو ان میں مدینہ کی حاضری کی
استطاعت تو ہے مگر اس کی کیا ذمہ داری ہے کہ دینہ طیبہ پہنچنے تک وہ زندہ بھی رہیں گے۔ اگر راستہ
ہی میں مرگئے تو گنہگار اور بے توبہ مرے یا نہیں۔ اور اگر ایک مرتبہ چلے بھی گئے تو اس کی کیا ذمہ

داری ہے کہ اب آئندہ ان سے کبھی گناہ کا صدور نہ ہوگا۔ حالانکہ حدیث شریف نے ہمیں بتایا کہ انسان خطاونسیان سے مرکب ہے تو اب پھر مدینہ طیبہ حاضر ہوں اور پھر واپس آئیں اور اگر راستہ ہی میں کوئی گناہ ہوگیا تو وہیں سے لوٹیں اور پھر مدینہ طیبہ حاضر ہوکر اپنے گناہوں کی بخشش چاہیں۔ اسی طرح آتے جاتے رہیں۔ نتیجہ یہ نکلے گا کہ یہ مالدار بھی ایکدن فقیر ہوجائیں گے اور ان میں بھی مدینہ طیبہ حاضر ہونے کی استطاعت نہ رہے گی۔ اب یہ مالدار اور دیگر غریب مسلمان کیا کریں اور کہاں جائیں؟ کس طرح توبہ کرنے کے فرمانِ باری پر عمل کریں کہ اللہ تعالیٰ نے توبہ کرنے کا حکم دیا ہے اور توبہ کو ایسی شرط پر مشروط کردیا ہے جو استطاعت سے باہر ہے تو دیوبندیوں کا مسئلہ مان لینے کی بناء پر لازم آیا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا حکم دے دیا جو انسان کی قدرت اور وسعت سے باہر ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾[۱۵] کسی نفس کو اللہ تعالیٰ نے تکلیف نہیں دی مگر اس کی وسعت بھر۔ مطلب یہ ہوا کہ کوئی توبہ کرہی نہیں سکتا۔ پھر توبہ کرنے کا یہ حکم کہ ''وَ تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ''[۱۶] اور توبہ کرنے کا طریقہ کہ ''جاؤك'' مدینہ طیبہ حاضر ہوں اور آیت کریمہ ''لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا'' اور اس مضمون کی سیکڑوں آیات کریمہ اور توبہ واستغفار ساری حدیثیں دیوبندی دھرم پر محض بیکار جس کا کوئی فائدہ نہیں اور معاذ اللہ وہابیوں، دیوبندیوں کے نزدیک اس طرح اللہ و رسول نے تمام مسلمانوں کو مکر وفریب میں مبتلا کررکھا یہ خرابی کیوں لازم آئی اس لئے اور صرف اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو وہابیوں، دیوبندیوں کے غلط مسئلہ کی بنا پر صرف مدینہ طیبہ میں مزارِ اقدس کے اندر محصور ومقیّد مان لیا گیا۔ اس کفر وارتداد اور آیات کریمہ کے انکار سے بچنے کی ترکیب یہ ہے کہ ان مرتدین دیابنہ ملاعنہ[۱۷] پر خاک ڈالو اور ان کو جہنم رسید کرو۔ اور توبہ کرکے سچے پکے سنی صحیح العقیدہ مسلمان بن جاؤ اور علمائے اہل سنت سے اس مسئلہ کا حل طلب کرو تو وہ اس مشکل کا حل بتائیں گے کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہر جگہ حاضر وناظر ہیں۔ اب کوئی اشکال واعتراض اور کوئی خرابی باقی نہ رہے گی نہ آیات کریمہ و احادیث شریفہ کا انکار لازم آئے گا۔ وہ یوں کہ جب کسی مسلمان سے بہ تقاضائے بشریت کوئی

گناہ صادر ہوجائے تو فوراً توبہ کرلے اور بارگاہِ خداوندی میں یوں عرض کرے کہ خداوندا! میں اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور عہد کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی ایسی حرکت نہیں کروں گا۔ یا رسول اللہ! علیك وعلٰی آلك الصلاۃ والسلام آپ تو حاضر وناظر ہیں ہی اگرچہ میں اپنے گناہوں کی شامت کے باعث حضورِ انور کو نہیں دیکھ سکتا لیکن حضور تو موجود ہیں اور مجھے ملاحظہ بھی فرمارہے ہیں۔ فقیر بےنوا کے لئے بارگاہ الٰہی میں دو جملے عرض کردیں کہ خداوند! اب تو تیرا مجرم میرے دامنِ رحم وکرم میں پناہ لیتا ہے۔ اب تو اس کے گناہوں سے درگزر فرما۔ یہ ایسا طریقہ توبہ ہے جس سے کوئی تکلیف مالا یطاق لازم نہیں آتی نہ آیات کریمہ کا انکار، نہ احادیث شریفہ سے روگردانی نہ کفر نہ ارتداد نہ زندقہ نہ الحاد۔ اور اس صورت میں ساری شرطیں بھی پوری ہوجاتی ہیں اور شرطیں پوری ہوجانے کے بعد مشروط کا پایا جانا ضروری ہے تو اب قرآن عظیم فرمائے گا: ''لوجدوا الله توابا رحیما''[۱۸] تم اللہ تعالیٰ کو یقیناً توبہ قبول کرنے والا مہربان پاؤ گے۔

دلیل ہفتم: حدیث شریف میں ہے: ''اِنَّمَآ اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِیْ''[۱۹] میں بانٹنے والا ہی ہوں اور اللہ دیتا ہے۔ قسمت کے معنی تقسیم کرنا، بانٹنا اور اعطاء کے مانی دینا۔ قسمت اور اعطاء دونوں ایسے مسادر ہیں جو دو مفعول چاہتے ہیں یعنی متعدی بدو مفعول ہیں۔ مثلاً زید نے بانٹا یا زید نے دیا جملہ تمام نہ ہوا کیوں کہ سوال باقی رہتا ہے کہ زید نے کیا بانٹا اور کس کو بانٹا؟ اسی طرح دینا بھی دو مفعول چاہتا ہے کہ زید نے کیا دیا اور کس کو دیا؟ ان دونوں مفعولوں کا حذف نحو کے اعتبار سے جائز ہے۔

حدیث شریف میں دونوں لفظوں قاسم اور یعطی کے دونوں مفعول محذوف ہیں۔ اس میں اشارہ یہ ہے کہ جن جن چیزوں کا دینے والا اللہ تعالیٰ ہے، اُن تمام چیزوں کے بانٹنے والے نبی کریم ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

اور جن جن شخصوں کو اللہ دیتا ہے، اُن تمام شخصوں کو اُن ہاتھوں سے ملتا ہے جن کا نام ید اللہ ہے یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے مبارک ہاتھوں سے ملتا ہے۔ عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک ساری مخلوق کو ساری چیزیں خواہ وہ نعمت ہو یا غیر نعمت، بانٹنے والے نبی کریم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہیں اور حکم الٰہی سے بانٹنے والے کو یہ جاننا نہایت ضروری ہے کہ کس کس کو کیسی کیسی حالت میں کیا کیا چیزیں کس کس قدر بانٹنے کا حکم الٰہی ہے تو ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ان کے رب کریم جل جلالہٗ نے عرش سے تحت الثریٰ تک کی ساری چیزیں ذرّے ذرّے، قطرے قطرے، پتّے پتّے پر محیط بنا دیا کہ اپنے ربّ قدیر جل جلالہٗ کے حکم سے ہر ہر آن میں اللہ عزوجل کے سارے بندوں کو اس کی نعمتیں تقسیم فرما رہے ہیں۔ یہی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا حاضر و ناظر ہونا ہے۔ والحمد للہ الرؤف بالعباد۔

دلیل ہشتم: تمام مسلمانوں کا مجمع علیہ اور مسلمہ مسئلہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات وشیونات واسماء کے مظہر اتم ہیں۔ اسی لئے حضور نے فرمایا کہ: ''من رأني فقد رأى الحق''۔[۲۰] جس نے مجھے دیکھا اس نے خدا کو دیکھا۔ اور اللہ تعالیٰ کی صفتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ: ''انا جلیس من ذکرنی ''[۲۱] جو مجھ کو یاد کرے میں اس کا جلیس ہوں یعنی اس کے پاس ہی ہوں۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بھی بعطائے الٰہی اس صفت سے موصوف ہوئے۔ یعنی حضور کی بھی یہی صفت کی گئی: ''ھو جلیس من ذکرہ ''یعنی جو حضور کو یاد کرے حضور اس کے پاس ہیں۔ چنانچہ شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں: ''چنانچہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم متصف باخلاق اللہ ہستند درحالیکہ ذکر مبارک آنحضور پُرنور شود در آنجا تشریف آوری آنحضرت صلیٰ اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نیز شود''۔ یعنی چونکہ حضور اکرم صلیٰ اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم متصف باخلاق اللہ ہیں تو جس جگہ حضور پُرنور کا ذکر مبارک ہوگا وہاں حضور کی تشریف آوری بھی ہوگی۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یاد کرنے والے ساری دنیا میں کتنے اور کتنی مختلف جگہوں میں ہیں۔ اور ہر جگہ حضور رونق افروز ہوتے ہیں تو آنِ واحد میں کروڑوں جگہ حضور پُرنور کا حاضر و ناظر ہونا اس حدیث سے ثابت ہوا۔ ولکن الوھابیۃ والدیابنۃ قوم لا یعقلون۔ (مگر وہابی، دیوبندی سمجھتے نہیں۔)

دلیل نہم: اللہ عزوجل فرماتا ہے: ''فاذا دخلتم نبیوتا فسلموا علیٰ انفسکم ''۔[۲۲] جب

تم گھروں میں جاؤ تو اپنوں کو سلام کرو۔ امام قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں کہ امام اجل عمرو بن دینار شاگرد حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''ان لم یکن فی البیت احد فقل السلام علیٰ النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ''[۲۳] اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو یوں کہو کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔ علامہ علی قاری حنفی نے شرح شفا جلد ثانی ص ۱۱۷ پر حضور پُرنور کو سلام کرنے کی دلیل بیان فرمائی ہے: ''لان روحہ صلیٰ اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم حاضرۃ فی بیوت اھل الاسلام ''۔[۲۴] ترجمہ: اس لئے کہ حضور اقدس صلیٰ اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی روحِ مبارک تمام جہان میں ہر مسلمان کے گھر میں تشریف فرما ہے۔ حضرت سیدنا عمرو بن دینار اجلۂ تابعین سے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے شاگرد اور وہ بھی فقیہ تابعی اور تابعین کے سردار کا فرمان کہ تابعین کا قول بھی جمہور محدثین کے نزدیک حدیث ہی ہے وہ فرما رہے ہیں کہ جب گھر میں کوئی نہ ہو تو حضور کو سلام کرو۔ اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں کہ اس لئے کہ حضور مسلمانوں کے گھروں میں رونق افروز ہیں اور مسلمانوں کے گھر دنیا بھر کے چپّے چپّے میں ہے۔ اس سے صاف صریح طور پر ظاہر ہوا کہ حضور بلاشبہ حاضر و ناظر ہیں۔

دیوبندیو! وہابیو! کہہ دو ان دونوں حضرات کو بھی کافر؟ اور تم سے بعید بھی کیا ہے۔ لیکن یاد رکھو کہ عالم ما کان وما یکون نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہمیں بتا دیا ہے کہ قیامت کی شرطوں میں سے ایک شرط یہ ہے کہ آخر زمانے والے قرون اولیٰ کے مسلمانوں کو ملعون کہیں گے۔ (رواہ الترمذی عن ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مشکوٰۃ شریف، ص ۴۷۰)۔ اس عقیدے کی بناء پر کفر کا فتویٰ دے کر تم بھی انہیں دجالوں، کذابوں میں سے فرمانِ حدیث کے مطابق ہو جاؤ گے یا نہیں؟ اگر اس سے بچنا چاہتے ہو تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے پر ایمان لاؤ۔

دلیل دہم: شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کون واقف نہیں، ہندوستان بھر کے حنفی انہیں کے طفیل حنفی ہیں۔ سلوک اقرب السبل میں فرماتے ہیں: ''باچندیں

اختلاف و کثرت مذاہب کہ در علمائے امت است یک کس را دریں مسئلہ خلافی نیست کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز وتوہم تاویل دائم وباقی ست وبر اعمال امت و حاضر و ناظر و مرطالبان حقیقت را ومتوجہان آنحضرت را مفیض و مربی''۔ترجمہ: علمائے امت میں اتنے اختلافات اور کثرت مذاہب کے باوجود اس مسئلہ میں ایک شخص کا بھی اختلاف نہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم حقیقی زندگی کے ساتھ مجاز کے شبہ اور تاویل کے وہم کے بغیر دائم اور باقی ہیں اور امت کے اعمال پر حاضر و ناظر اور حقیقت کے طلبگاروں اور حضور پُرنور کی طرف توجہ کرنے والوں کو فیض دینے والے اور تربیت دینے فرمانے والے ہیں۔

الحمدللہ! حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دائم وباقی ومفیض ومربی اور حاضر وناظر ہونے پر تمام علمائے امت کا اجماع واتفاق نقل فرمایا۔ دیوبندیو! بولو اجماعِ علمائے امت کا انکار کفر وارتداد ہے یا نہیں؟ حدیث شریف میں ہے: ''من فارق الجماعة شبرا فقد خلع ربقة الاسلام من عنقه''[۲۵] ترجمہ: جس نے بالشت بھر بھی جماعت سے علیٰحدگی کی اس نے اسلام کا پٹہ اپنی گردن سے جدا کردیا۔ (رواہ احمد و ابوداؤ وعن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ مشکوٰۃ شریف، ص۳۱)

دلیل یازدہم: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ''[۲۶] اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر سارے جہان کے لئے رحمت بنا کر اور اللہ تعالیٰ نے اپنی شان میں فرمایا ''رب العٰلمین'' سارے جہان کا پالنے والا یعنی جن عالموں جہانوں کا پالنے والا اللہ ہے انہیں عالموں جہانوں کے لئے حضور بھی رحمت ہیں اور رحمت ہر شئے کے لحاظ سے علیٰحدہ علیٰحدہ ہوتی ہے ایک ہی چیز ایک شخص کے لئے رحمت، دوسرے کے لئے زحمت ہوتی ہے پھر ایک ہی چیز ایک ہی شخص کے لئے ایک حد کے اندر رحمت ہوتی ہے کہ اس سے زائد ہو تو بھی زحمت ہو، اس سے کم ہو تو بھی زحمت ہو۔ عالمین ماسوائے اللہ کو کہتے ہیں یعنی عرش سے تحت الثریٰ تک اور ان سب کے لئے حضور رحمت اور صاحب رحمت کے لئے اس بات کا علم ضروری ہے کہ کس کے

لئے کس وقت تک کون سی چیز کس حد تک رحمت ہوگی۔ جیسے بارش رحمت ہے لیکن یہی بارش ضرورت سے کم ہو تو بھی خرابی اور ضرورت سے زیادہ ہو جائے تو بھی خرابی۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ ہر شئے رحمت کی محتاج ہے، مکھی اور مچھر بھی مثلاً رحمت کے محتاج ہیں۔ اور حضور ان کے لئے رحمت، کیونکہ العٰلمین میں یہ بھی داخل ہیں تو صاحب رحمت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا یہ جاننا بھی ضروری ہوا کہ مکھی اور مچھر کو اس وقت کون سی شئے کس حد تک رحمت ہوگی۔ تاکہ ان پر رحمت فرمانے کے لئے جس وقت جس چیز کی جس قدر ضرورت ہو، اس وقت وہی چیز اسی قدر ان کو عطا فرمائیں ورنہ کمی اور زیادتی، دونوں صورتوں میں وہ چیز رحمت نہیں رہتی بلکہ زحمت اور قباحت بن جاتی ہے۔ اور سب سے بڑی خرابی یہ کہ خدا کا فرمان بے کار محض ہو جاتا ہے بلکہ یہ آیت کریمہ معاذ اللہ صرف ایک دھوکے کا پردہ رہ جائے گی۔ کیونکہ جب حضور کو عالمین کی خبر ہی نہیں تو رحمت کس پر کریں گے۔ لہٰذا حضور کا ہر ہر ذرے کے جملہ حالات و کیفیات سے خبردار ہونا ضروری ہوا ورنہ آیت کریمہ ''وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ''[۲۶] کے کوئی معنیٰ نہیں رہتے یا اس آیۂ کریمہ کا انکار کرنا پڑے گا اور یہ دونوں باتیں صریح کفر ہیں تو ضروری ہوا کہ حضور اکرم صلیٰ اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا علم ''العٰلمین'' کے ذرے ذرے کو اور ان سب کے جملہ کیفیات وحالات کو تفصیلاً محیط ہو۔ حاضر وناظر کے یہی معنیٰ ہیں۔ وللہ الحمد۔

یہ مسئلہ اگرچہ قطعی نہیں جس کے منکر کی تکفیر یا تضلیل ہو سکے لیکن کفار وہابیہ ومرتدین دیوبندیہ جو حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کی عزت وعظمت سے جلتے ہیں اور فضائل نبویہ و کمالاتِ مصطفویہ علیٰ صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیۃ میں تنقیص کی راہ چلتے ہیں اور اسی لئے حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کے بقدرتِ الٰہی ہر جگہ حاضر وناظر ہونے پر مچلتے ہیں وہ اس عداوتِ مصطفیٰ صلیٰ اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے سبب ضرور کافر مرتد ہیں اور بے توبہ مرے تو مستحق عذاب ابد اور لائقِ نارِ سرمد۔ والعیاذ باللہ الواحد الفرد الوتر الصمد۔

دلیل دوازدہم: باقی رہا حضور جسمی تو یہ رحمت حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی

عام نہیں بلکہ خاص ہیں۔ ع

قدر ایں بادہ ندانی بخدا تانہ چشی [۲۷]

(ترجمہ: جب تک کہ شراب کو چکھ نہ لو اس کی قدر واہمیت سمجھ میں نہیں آئے گی۔)

مخصوص اولیائے کرام پر حضور پُر نور کرم فرماتے ہیں اور وہ ہر وقت اور ہر ساعت بلکہ ہر آن حضورِ اکرم صلیٰ اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ان ظاہری آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ میزان الشریعۃ الکبریٰ، مطبوعہ مصر، ص۳۵ / میں عارف باللہ امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

"قد بلغنا عن الشيخ ابى الحسن الشاذلى وتلميذه الشيخ ابى العباس المرسنى وغيرهما انهم كانوا يقولون لو احتجبت عنا رؤية رسول الله صلىٰ الله تعالىٰ عليه وعلىٰ آله وسلم طرفة عين ما أعددنا أنفسنا من جملة المسلمين فإذا كان هٰذا قول آحاد الاولياء فالأئمة المجتهدون أولى بهٰذا المقام"۔

(ترجمہ) شیخ ابوالحسن شاذلی اور اُن کے شاگرد ابوالعباس مرسنی اور ان کے سوا اور لوگوں سے مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ حضرات کہا کرتے تھے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا دیکھنا پلک جھپکنے کے برابر بھی ہم سے پوشیدہ ہو جائے تو ہم اپنے آپ کو مسلمانوں میں سے نہ سمجھیں۔ (امام شعرانی فرماتے ہیں) جب ایک ولی کا یہ قول ہو تو ائمہ مجتہدین بدرجۂ اولیٰ اس مقام کے زیادہ لائق ہیں۔

دلیل سیزدہم: یہ تو حضورِ اکرم صلیٰ اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حاضر وناظر ہونے کے پر ہم اہلسنت کے دلائل تھے جو قرآنِ عظیم وحدیثِ نبی کریم علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیم اور اقوال علمائے دین قویم سے ثابت ومبرہن ہیں اور عقلِ سلیم والوں کے لئے اتنا ہی کافی ہے ورنہ اگر دلائل کا تتبع کیا جائے تو ضخیم مجلد تیار ہو۔ مگر دیوبندی تو درحقیقت اسم بامسمیٰ شیطان کے قیدی ہیں۔ ان دلائل کا انکار ان سے کوئی بعید نہیں۔ لہٰذا اب بطرزِ نو ایسی ایسی دلیل پیش کروں جن سے شپرہ چشموں کی آنکھیں خیرہ ہو جائیں اور چوندھیا کر پھٹی کی پھٹی رہ جائیں۔ کیوں

دیوبندیو، وہابیو! تم نے اپنے گروگھنٹالوں کی تصانیف میں ایک کتاب "آبِ حیات" کا نام بھی سنا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں سنا ہے تو اب سنو! اور سن کر اپنی بدقسمتی پر ڈھاریں مارو۔ دیکھو! تمہارے قاسم العلوم والخیرات بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی صاحب اس میں کیا فرماتے ہیں۔

ملاحظہ ہو آبِ حیات، ص۱۲۷، ۱۲۸۔ آیت کریمہ "اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ" [۲۸] کی کل تین تفسیریں ہیں۔ ایک "اَقْرَبُ اِلَی الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ"۔ دوسری "اَحَبُّ اِلَی الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ"۔ تیسری "اَوْلٰی بِالتَّصَرُّفِ فِی الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ"۔ ان تینوں تفسیروں کو غور سے دیکھئے تو دو اخیر کی تفسیریں ایک اول ہی کی تفسیر کی طرف راجع ہیں یعنی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم مسلمانوں کی جانوں سے بھی زیادہ ان کے ساتھ قریب ہیں۔ اور دو اخیر کی تفسیریں بھی اول ہی کی طرف راجع ہیں۔ یعنی ان کا بھی یہی مطلب نکلتا ہے کہ حضور اکرم ہم سے اتنے قریب ہیں کہ ہماری جانوں کو بھی ہمارے ساتھ وہ قرب حاصل نہیں۔ اس سے بہتر حاضر وناظر کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ مخالف نے خود ہی ہمارا مسلک قبول کر لیا۔

دلیل چہاردہم: شاید وہابیوں اور دیوبندیوں نے کتاب آبِ حیات میں نہ دیکھی ہو اگر دیکھ لیتے تو حاضر وناظر کے مسئلہ پر کفر وشرک کی رٹ نہ لگاتے لہٰذا۔ انہیں بزرگوار کی دوسری کتاب "تحذیر الناس" پیش کرتا ہوں۔ یہ وہی کتاب ہے جس میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے خاتم النبیین بمعنیٰ آخر الانبیاء ہونے کو عوام کا خیال کہا کہ اہل فہم کے نزدیک اس میں کچھ فضیلت نہیں۔ [۲۸] یہ وہی کتاب ہے جس میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانہ میں بلکہ حضور کے بعد بھی نئے نبی پیدا ہونے کو جائز اور ختم نبوت میں غیر مخل کہا۔ [۲۹]

اور مرزائیوں کی استادی کا پورا پورا حق ادا کیا جس کی بناء پر علمائے عرب وعجم نے بالاتفاق نام لے کر اسے کافر مرتد کہا اور صاف فرما دیا کہ "من شك فى كفره و عذابه فقد كفر"۔ جو اس کے کفر پر اطلاع یقینی پا لینے کے بعد بھی اس کو کافر نہ کہے اور شک کرے وہ بھی کافر مرتد ہے۔ ملاحظہ ہو حسام الحرمین اور الصوارم الہندیہ علیٰ مکر شیاطین الدیوبندیۃ۔ اتنے

بڑے کافر مرتد کو بھی مسئلہ حاضر و ناظر کا انکار کرنے کی ہمت و جرأت نہ ہو سکی اور تحذیر الناس، ص ۱۱ پر صاف لکھ دیا کہ:

"النبی اولٰی بالمؤمنین من انفسهم" کو بعد لحاظ صلہ من انفسہم دیکھئے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وسلم کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ ان کی جانوں کو بھی ان کے ساتھ حاصل نہیں۔ کیونکہ اولٰی بمعنیٰ اقرب ہے اور اگر بمعنیٰ احب یا اولٰی بالتصریف ہو تب بھی یہی بات لازم آئے گی کیونکہ احبت والویت بالتصریف کے لئے اقربیت تو وجہ ہو سکتی ہے پر بالعکس نہیں ہو سکتا"۔

حق وہ ہے جو سر پر چڑھ کر بولے۔ اس عبارت میں بھی قاسم نانوتوی نے آیت کریمہ کی وہی آب حیات والی تین تفسیریں کیں اور صاف کہہ دیا کہ اولویت بالتصریف واحبت سب اسی اقربیت میں آجاتے ہیں یعنی اولٰی اگر بمعنیٰ احب لو جب بھی حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وسلم حاضر و ناظر اور اگر اولویت بالتصریف لو جب بھی حضور پر نور حاضر و ناظر اسے حق کہتے ہیں۔ یہ اپنے دشمنوں سے بھی اپنی حقانیت منوالیتا ہے۔

دیو بندیو، وہابیو! اب بھی سنیوں کو حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وسلم کے حاضر و ناظر ماننے کی بنا پر کافر و مشرک کہو گے؟ اگر ہاں تو اپنے گرو جی قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیو بند کو کافر مرتد پہلے کہو۔ پہلے اپنے گھر کی خبر لو پھر ہمیں کافر کہہ لینا اگر ان بزرگوار کو کافر و مرتد نہیں کہتے تو کیوں؟ حاضر و ناظر کے مسئلہ میں ہم اہل سنت اور قاسم نانوتوی کا عقیدہ ایک پھر ہمیں کافر کہو اور اپنے گرو جی کو کافر نہ کہو اس کی کیا وجہ ہے؟ کیا یہ ترجیح بلا مرجح نہیں؟ اور ترجیح بلا مرجح باطل نہیں؟ ہاں تم ایک بات بنا سکتے ہو وہ یہ کہ تم کہنا شروع کرو کہ مولوی قاسم نانوتوی صاحب نے اس آیت کریمہ کی یہ تفسیر اپنے رائے سی کی ہے اس لئے ہم نہیں مانتے تو کہہ سکتے ہو۔ لیکن یاد رکھو کہ اس اقرار کے بعد بھی تمہارا پیچھا نہ چھوٹے گا۔ اور قاسم نانوتوی صاحب کو کافر مرتد کہنے کے علاوہ اب اس کے جہنمی ہونے کا اقرار بھی کرنا پڑے گا۔ کیونکہ حدیث شریف میں ہے:

"من قال فی القرآن برأيه فليتبوأ مقعده من النار"[۳۰]

ترجمہ: جو شخص اپنی رائے سے قرآن عظیم میں گفتگو کرے اس کو چاہئے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔ (رواہ الترمذی عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما)۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے پر دلائل بکثرت ہیں۔ لیکن جس طرح چودھویں کا چاند تدریجاً[۳۱] چودہ دنوں میں کمال کو پہنچ جاتا ہے۔ اسی طرح مسئلہ حاضر و ناظر بھی چودہ نمبروں میں بدر سمائے ختام اور بلحاظ تاریخ اس فتوے کا "اقوم البیان بان الحبیب لا یخلو منه زمان ولا مکان" نام قرار پایا۔ واللہ ورسول اعلم جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وسلم۔

فقیر ابو الطاہر محمد طیب قادری رضوی داناپوری غفرلہٗ ذنبہ المعنوی والصوری
مفتی مرکزی انجمن تبلیغ صداقت، رحمت منزل، چھاچھ محلّہ، بمبئی۔۳

تصدیق جلیل

از: شیر بیشۂ اہل سنت

الحمد لله وافضل السلام ودوام الصلاة علیٰ حبيبه و مصطفاه وآله وصحبه ومن اولاده۔ حامی اسلام وسنیت ماحی کفر و بدعت مولانا مولوی ابو الطاہر محمد طیب صاحب صدیقی قادری برکاتی رضوی داناپوری سلمہ ربہ کا یہ مبارک فتویٰ قطعاً حق وصحیح ہے۔ اس پر اعتقاد رکھنے والے مسلمانان اہل سنت مثاب نجیح ہیں اور اس کے منکر وہابیہ دیو بندیہ اپنے عقائد کفریہ قطعیہ کے سبب کافر مرتد فضیح ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم۔ جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وسلم۔

فقیر ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں
قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی غفرلہٗ ولابویہ ربہٗ القوی۔

الجواب صحیح وصواب۔ والمجیب مصیب و مثاب۔ والله تعالیٰ اعلم

بالحق والصواب وانا العبد الأواب محمد وجیه الدین السنی الحنفی القادری الرضوی الضیائی الامانی الغازی پوری غفرلهٗ المولیٰ القوی۔

ماشاء اللہ تعالیٰ فاضل مجیب علامه دام مجدهم نے فتویٰ خوب تحریر فرمایا۔ مسلمانوں کو اسی کے مطابق عقیدہ رکھنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم۔ جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم۔

فقیر ابوالظفر محبّ الرضا محمد محبوب علی خاں
قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی غفرلہٗ ولابویہ واخویہ واہلہ ومحبیہ۔ آمین۔

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ

(۱) اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے یا نہیں اور اللہ تعالیٰ کے لیے مکان ثابت ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو اس کی کیا دلیل ہے؟ جو شخص اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ موجود ماننے اور اللہ تعالیٰ کے لیے مکان ثابت کرے اس پر کیا شرعی فتویٰ ہے؟

(۲) اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ حاضر و ناظر کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

(۳) اللہ تعالیٰ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے یا نہیں؟

(۴) چونکہ اللہ تعالیٰ کے متعلق شہید و بصیر کے الفاظ ثابت ہیں۔ اس لئے حاضر شہید کے معنی کے لحاظ سے اور ناظر بصیر کے معنی کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے متعلق استعمال کریں تو شرعاً کیا خرابی لازم آئے گی؟ جیسے اردو زبان میں اللہ کو ''خدا'' کہتے ہیں، دونوں کے ایک ہی معنیٰ ہیں اور اللہ کو خدا کہنے میں شرعاً خرابی نہیں معلوم ہوتی۔

(۵) وہ الفاظ جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات وصفات واسماء کے متعلق شرع میں وارد ہیں۔ ان کی جگہ پر ٹھیک اسی معنی کے دوسرے الفاظ استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر استعمال کر سکتے ہیں تو شہید و بصیر کے ہم معنی الفاظ حاضر و ناظر کو اللہ تعالیٰ کے متعلق استعمال کرنا جائز ہونا چاہئے۔ اور اگر استعمال ناجائز ہے تو کیوں؟ اس کی کیا دلیل ہے؟

(٦) کیا اللہ تعالیٰ عرش پر بیٹھا ہے؟ جو شخص کہے کہ عرش خدا کا مکان ہے اس پر کیا فتویٰ ہے؟

(ے) جو شخص کہے کہ خدا کے سوا کسی اور کو حاضر و ناظر سمجھنے والا کافر ومشرک ہے ایسے شخص پر شریعت کا کیا فتویٰ ہے؟ جواب بحوالۂ کتب دیا جائے۔ بینوا توجروا۔

المستفتی: حافظ نیاز احمد گورکھپوری۔
محلّہ پُرانا گورکھپور، شہر گورکھپور، (یوپی)۔

الجواب- اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ:

(۱) اللہ تبارک وتعالیٰ ہر شے کو محیط، ہر شے پر شہید، ہر شے کو جاننے والا، ہر شے کو دیکھنے والا، ہر شے کو سننے والا، ہر شے پر قدیر ہے۔لیکن زمان ومکان وجہت سے وجوباً قطعاً ویقیناً پاک و منزہ ہے۔ بدیہیات ایمانیہ وضروریاتِ دینیہ میں سے ہے کہ زمان ومکان وجہت کو بھی اللہ تبارک وتعالیٰ ہی نے پیدا فرمایا تو زمان ومکان وجہت کو پیدا فرمانے سے پہلے بھی اللہ تبارک وتعالیٰ بغیر کسی زمان کے، بغیر کسی مکان کے، بغیر کسی جہت کے ہمیشہ سے موجود تھا تو اب وقت وسمت اور جگہ کو پیدا فرمانے کے بعد بھی وہ جگہ اور وقت وسمت سے اسی طرح منزہ و پاک ہی ہے۔اگر وہابیہ مجسمہ یوں کہیں کہ جگہ کو پیدا فرمانے سے پہلے تو خدا جگہ سے پاک، تھا لیکن جگہ پیدا کرنے کے بعد جگہ سے پاک نہ رہا بلکہ معاذ اللہ وہ خود جگہ میں بلکہ ہر جگہ میں موجود ہوگیا تو انہوں نے خدا میں تغیر مانا اور متغیر حادث ہے اور حادث ہرگز خدا نہیں۔تو وہابیہ نے خدا کو ہر جگہ موجود مان کر اس کی خدائی کا ہی سرے سے انکار کردیا۔ پھر جو چیز کسی جگہ موجود ہوتی ہے وہ اپنے استقرار میں جگہ کی محتاج ہوتی ہے۔اور محتاج ہرگز خدا نہیں۔تو خدا کو ہر جگہ موجود ماننا اس کو جگہ کا محتاج بتا کر اس کی خدائی کا ہی سرے سے انکار کردینا ہے پھر جگہیں اور امکنہ [۳۲] تو محدود ومتناہی [۳۳] ہیں۔اللہ تبارک وتعالیٰ غیر محدود وغیر متناہی ہے۔اگر وہابیہ کہیں کہ خدا سب جگہ موجود ہے جگہوں کے علاوہ موجود نہیں تو انہوں نے اپنے معبود کو متناہی ومحدود بتا کر اس کی خدائی کا ہی سرے سے انکار کردیا اور اگر مجسمہ وہابیہ کہیں کہ خدا ہر جگہ بھی موجود ہے اور جگہوں کے علاوہ بھی موجود ہے تو انہوں نے اپنے معبود کے دو حصے ٹھہرائے ایک وہ حصہ جو سب جگہوں میں موجود ہے دوسرا وہ حصہ جو جگہوں کے علاوہ ہے۔اور حصوں، ٹکڑوں، جزءوں سے جو مرکب ہو وہ خدا نہیں ہوسکتا تو اس کو مرکب ماننا بھی اس کی خدائی کا ہی سرے سے انکار کردینا ہے۔ پھر جگہ اور امکنہ تو ہزاروں لاکھوں کروڑوں ہی نہیں، مہاسنکھوں مہاسنکھ ہیں جن کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی اپنے علم ذاتی سے پھر اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی اُس کے عطا فرمائے ہوئے علم سے جانتے ہیں۔اگر وہابیہ مجسمہ کہیں کہ ہر ہر جگہ میں جو موجود ہے وہ خدا ہی ہے تو انہوں نے مہاسنکھوں مہاسنکھ خدا مان لیے۔اور اگر

دیوبندیہ مجسمہ کہیں کہ ہر ہر جگہ موجود ہے۔اس سب کا مجموعہ خدا ہے تو انہوں نے اپنے معبود کو مہاسنکھوں مہاسنکھ ٹکڑوں سے مرکب مان لیا ہے۔ للہ الحمد وعلیٰ حبیبہ وآلہ الصلاۃ والسلام کہ مسلمانان اہل سنت ان جملہ خباثات وشناعات سے بھی اپنے رب قدوس وسبوح جل جلالہ کی تسبیح کرتے ہوئے اس عقیدہ وہابیہ پر لعنت کرتے ہیں۔فسبحٰن اللّٰہ رب العرش عما یصفون ۔[۳۴]فتاویٰ ہندیہ میں ہے:''یکفر باثبات المکان للہ تعالیٰ فلو قال: " از خدا ہیچ مکان خالی نیست"، یکفر ''[۳۵]یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے جگہ اور مکان ثابت کرنے سے کافر ہوجائے گا تو اگر کہے کہ خدا سے کوئی جگہ کوئی مکان خالی نہیں، خدا ہر مکان میں ہر جگہ موجود ہے تو وہ کافر ہوجائے گا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ و رسولہ اعلم جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

(۲،۳،۴،۵و۷) اللہ عزوجل بے شک شہید وبصیر ہے، اس کو حاضر وناظر کہنا نہیں چاہئے۔ درمختار میں کتاب السیر باب المرتد کے شمار کلماتِ کفریہ میں فرمایا:''ویاحاضر و یاناظر لیس بکفر ''۔یعنی جو شخص اللہ تبارک وتعالیٰ کو''اے حاضر''،''اے ناظر'' کہے تو صحیح یہی ہے کہ وہ کافر نہ ہوگا اس پر حضرت علامہ سید محمد ابن عابدین شامی رحمہ اللہ تعالیٰ ردالمحتار میں فرماتے ہیں:''فان الحضور بمعنیٰ العلم شائع مَا یَکُوْنُ مِنْ نَّجْوٰی ثَلٰثَۃٍ اِلَّا ھُوَ رَابِعُھُمْ والنظر بمعنی الرؤیۃ الم یعلم بان اللہ یریٰ فالمعنیٰ یا عالم یا من یریٰ ''یعنی اس کے کافر نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ علم کے معنی میں حضور شائع ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: نہیں ہوتا ہے تین آدمیوں کا مشورہ مگر اللہ ان کا چوتھا ہے۔اور نظر دیکھنے کے معنی میں شائع ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کیا اس نے اس بات کو نہیں جانا کہ اللہ دیکھتا ہے۔تو یا حاضر کے معنی ہوں گے اے جاننے والے، یا ناظر کے معنی ہوں گے۔اے وہ جو دیکھ رہا ہے۔اس عبارت کا صریح مفاد یہ ہوا کہ جو شخص حاضر کے معنیٰ جاننے والا، ناظر کے معنیٰ دیکھنے والا مراد لے کر اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر کہے تو وہ کافر نہ ہوگا۔ لیکن جو شخص ان الفاظ کے حقیقی معنی مراد لے کر اللہ عزوجل کو حاضر وناظر کہے وہ کفر سے نہ بچے گا۔ حَاضِرٌ اسم فاعل ہے اس کا مصدر حضر وحضور ہے جس کے حقیقی معنی اپنے وطن میں رہنا

اورصحرا سے شہر میں آنا ہیں۔ جو سفر و بدو کی ضد ہیں۔ یہی اس کے معنیٰ موضع لۂ ہیں۔ پھر کسی جگہ میں یا کسی انسان یا غیر انسان کے پاس کسی چیز کے موجود و مشاہد و معاین ہو جانے کا نام رکھ دیا اسی طرح نَاظِرٌ اسم فاعل کا مصدر نظر ہے جس کے حقیقی معنیٰ موضوع لۂ کسی شئے کو دیکھنے کے لئے نگاہ کو یا کسی چیز کو دریافت کرنے کے لئے بصیرت کو الٹنا پلٹنا ہیں۔ جسے اردو میں گھورنا اور سوچنا کہتے ہیں۔ تو حاضر کے حقیقی معنیٰ اپنے گھر میں قیام رکھنے والا، صحرا سے شہر میں آنے والا اور ناظر کے حقیقی معنیٰ گھورنے والا، سوچنے والا ہوئے۔

ہر مسلمان پر روشن ہے کہ یہ معانی اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے عیب ہیں، نقص ہیں۔ قطعاً محال بالذات ہیں۔ بندوں کی طرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی جو نظر قرآن عظیم اور حدیث کریم میں ارشاد ہوئی ہے اس سے مراد اس کا ان پر احسان فرمانا ان تک اپنی نعمتیں پہنچانا ہیں۔ جن اسماء کے معانی حقیقۃً اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے کسی استحالہ وعیب و منقصت پر مشتمل ہوں، ان کو مجازی معنیٰ کی طرف پھیر کر بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے بولنا جائز نہیں۔ جب تک وہ اسماء قرآنِ عظیم یا کسی متواتر حدیثِ کریم میں وارد نہ ہوئے ہوں۔ ''فان الاٰحاد لا تفید الاعتماد فی باب الاعتقاد ولو فرضت فی اصح الکتب بأصح الاسناد—اھ، من الرسالة المبارکة قوارع القهار علیٰ المجسمة الفجار ''۔ اس کی دلیل خود اللہ جل جلالہٗ کا ارشاد جلیل ہے کہ فرماتا ہے: ''وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ o''[۳۶]۔ یعنی اور اللہ ہی کے ہیں بہت سے اچھے نام تو اسے ان سے پکارو اور انہیں چھوڑو جو اس کے ناموں میں حق سے نکلتے ہیں وہ جلد اپنا کیا پائیں گے۔ البتہ قرآن عظیم اور متواتر حدیث کریم میں اس قسم کے اسماء وصفات وافعال اللہ عزوجل کے لئے وارد ہوئے وہ از قبیل متشابہات ہیں ان کے ظاہری معنی سے جو اللہ عزوجل کے لئے عیب و نقص ہیں۔ اللہ عزوجل کو پاک ماننا اور اس بات پر ایمان رکھنا کہ یہ ظاہری معنی جو ہماری سمجھ میں آتے ہیں ہرگز مراد نہیں، فرض ہے اس قدر پر تو اجماع ہے اب جمہور ائمہ سلف رحمہم اللہ تعالیٰ کا مسلک یہ ہے کہ ہمیں یہی بہتر کہ اپنی طرف سے کچھ نہ کہیں اس کا علم اللہ پر چھوڑیں اسی قرآن کے بتائے حصے

پر قناعت کریں کہ ''آمنا به كل من عند ربنا ''۔[۳۷] جو کچھ ہمارے مولیٰ کی مراد ہے ہم اس پر ایمان لائے۔ محکم متشابہ سب ہمارے رب کے پاس سے ہے۔ یہ مسلک تفویض ہے اور بہت علمائے متاخرین رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان میں وہ درست و پاکیزہ احتمالات پیدا کئے جائیں جن سے یہ اپنی اصل یعنی محکمات کے مطابق آجائیں۔ اور فتنہ وضلال باطل ومحال راہ نہ پائیں۔ یہ ضرور ہے کہ اپنے نکالے ہوئے معنی پر یقین نہیں کر سکتے کہ اللہ عزوجل کے یہی مراد ہے مگر جب معنی صاف و پاکیزہ ہیں۔ مخالفت محکمات سے بَری و منزہ ہیں تو احتمالی طور پر بیان کرنے میں کیا حرج ہے یہ مسلک تاویل ہے اور دونوں لفظ حاضر و ناظر جب اپنے ظاہری معنی کے لحاظ سے اللہ عزوجل کے لئے معاذ اللہ نقصان وعیب پر مشتمل ہیں اور قرآن عظیم یا کسی متواتر حدیث کریم میں اللہ عزوجل کے لئے وارد بھی نہیں تو سرے سے اِن کا اللہ عزوجل کے لئے بولنا ہی الحاد فی اسماء اللہ تعالیٰ ہے جو بحکم قرآن عظیم ناجائز ہے۔ اکابر اولیائے کرام واعاظم عرفائے عظام رضی عنہم اللہ العزیز العلام میں سے کسی سے بطریق قطع ویقین اگر اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے حاضر و ناظر کے الفاظ ثابت بھی ہوں تو وہ سخنان عالی نظائر متشابہات میں شامل ہوں گے جن کا بولنا ہمارے لئے ہرگز جائز نہ ہوگا۔ ورنہ پھر ہر جاہل بے خرد و ہر خرنا مشخص کے لئے انا الحق اور لیس فی جبتی سوی اللّٰه اور سبحانی ما اعظم شانی وغیرها کلمات بولنا بھی جائز ہوگا۔ والعیاذ باللہ سبحانہ وتعالیٰ۔ لفظ خدا کے حقیقی لغوی معنی موضوع لہٗ ہیں۔ خود بخود موجود ہونے والا یعنی جو اپنی ذات سے خود بخود موجود ہو۔ یہ معنی ہرگز ذاتِ باری تبارک وتعالیٰ کے لئے عیب ومنقصت نہیں۔[۳۸] لہٰذا اللہ تبارک وتعالیٰ کو خدا کہنا جائز ہے کہ یہ اس کے کمال قدم وصفِ ازلیت و وجوب وجود پر دلالت کرتا ہے۔ واللہ ورسولہٗ اعلم۔

(۶) اللہ تبارک وتعالیٰ ہر عیب ونقصان سے پاک ہے۔[۳۹]

سب اس کے محتاج ہیں، وہ کسی چیز کی طرف کسی بات میں اصلاً احتیاج نہیں رکھتا۔ مخلوق کی مشابہت سے منزہ ہے۔ تغیر ومقدار وشکل وحد وطرف ونہایت و مادّہ واجزا وجہت وسمت سے کسی مخلوق کے ساتھ اتصال وانفصال سے مکان اور جگہ سے اُٹھنے بیٹھنے، اُترنے چڑھنے، چلنے

ٹھہرنے وغیرہا تمام عوارض جسم وجسمانیات سے پاک ومنزہ ہے۔عرش وفرش کچھ اس کا مکان نہیں۔نہ وہ عرش میں ہے نہ تحت الثریٰ میں، نہ کسی جگہ میں، ہاں اس کا علم وقدرت وسمع وبصرو مالکیت وخالقیت ہر جگہ کو محیط ہے۔مدارک شریف میں ہے:''انہ تعالیٰ کان قبل العرش ولامکان وھو الاٰن کما لان التغیر من صفات الاکوان ''۔یعنی بے شک اللہ تعالیٰ عرش سے پہلے موجود تھا جب مکان کا نام ونشان نہ تھا اور وہ اب بھی ویسا ہی ہے جیسا جب تھا اس لئے کہ بدل جانا تو مخلوق کی شان ہے۔

اللہ تعالیٰ کو عرش پر بیٹھا ہوا ماننے والا وہابی بددین بے ایمان ہے۔رسالہ مبارکہ قوارع القہار علیٰ المجسمۃ الفجار از افادات عالیہ حضور مرشد برحق سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اس مسئلہ کا تفصیلی بیان مدلل تبیان ہے۔واللہ و رسولہ اعلم جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

فقیر ابوالفتح عبیدالرضا محمد حشمت علی خاں قادری برکاتی رضوی لکھنوی
غفرلہٗ ولابویہ القادر القوی، محلّہ بھورے خاں، پیلی بھیت
پنجشنبہ، یکم ذی الحجۃ الحرام ۱۳۶۹ھ/۱۴/ستمبر ۱۹۵۰ء

الجواب صحیح واللہ ورسولہ جل جلالہ وصلی اللہ علیہ تعالیٰ علیہ وسلم اعلم
فقیر ابوالطاہر محمد طیب قادری غفرلہٗ

الاجوبۃ کلھا صحیحۃ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فقیر وجیہ الدین قادری رضوی غفرلہ
ھذا الجواب حق۔حررہ غلام معین الدین خاں الخلیل آبادی
ساکن دھورہرہ، پوسٹ خلیل آباد، ضلع بستی
الجواب صحیح واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم بالصواب۔افتخار احمد خاں

فتوائے نادرہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ

استفتاء:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین:

زید کہتا ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام حاضر وناظر ہیں تمام احوالِ امت پر۔عمرو کہتا ہے کہ اس کا قائل کافر ہے۔ان میں سے کون حق پر ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب:

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا رب عزّ وجل فرماتا ہے:﴿یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاھِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا o﴾[۴۰]۔اے نبی ہم نے تم کو بھیجا شاہد اور بشارت دینے والا اور ڈر سنانے والا۔نیز فرماتا ہے:﴿فَكَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِیْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِیْدًا o﴾[۴۱]۔کیسا ہوگا جب ہم ہر گروہ میں سے ایک گواہ لائیں گے اور تمہیں ان سب پر گواہ بنا کر لائیں گے۔شاہد شہود سے ہے اور شہود یہ حضور ہے۔شاہد مشاہدہ سے ہے اور مشاہدہ رویت سے۔تو وہ بے شک شاہد ہیں۔بے شک حاضر ہیں۔بے شک ناظر ہیں۔وَلٰکِنَّ الظّٰلِمِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ۔(لیکن ظالم جانتے نہیں۔)طبرانی معجم کبیر میں اور نعیم بن حماد کتاب الفتن میں اور ابونعیم دلائل میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں:''اِنَّ اللّٰهَ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْهَا وَاِلٰى مَا هُوَ كَآئِنٌ فِیْهَا اِلٰى یَوْمِ الْقِیَامَةِ كَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰى كَفِّیْ هٰذِهٖ جِلْیَانًا مِّنَ اللّٰهِ جَلَّاهُ لِیْ كَمَا جَلَّاهُ لِلنَّبِیِّیْنَ مِنْ قَبْلِیْ ''۔[۴۲]ترجمہ:بے شک اللہ نے میرے سامنے دنیا اُٹھائی ہے تو میں دیکھ رہا ہوں دنیا اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے۔سب کچھ ایسا جیسا کہ اپنی اس ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔یہ اللہ کی طرف کی روشنی ہے جو اس نے میرے لئے کی ہے۔جیسے مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کے لئے کی تھی۔

رب عزوجل فرماتا ہے:﴿وَكَذٰلِكَ نُرِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ O﴾[۴۳]۔اور ایسے ہی ہم ابراہیم علیہ السلام کو دکھاتے ہیں اپنی ساری بادشاہی آسمان وزمین کی تو جس چیز کو اللہ کی سلطنت سے خارج مانتے وہ ابراہیم علیہ السلام سے غائب ہے۔لیکن کوئی چیز اللہ سبحٰنہٗ وتعالیٰ کی سلطنت سے خارج نہیں ہوسکتی تو آسمانوں اور زمین میں کوئی چیز ابراہیم علیہ السلام کی نگاہ سے غائب نہیں۔امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں: رب عزوجل نے ''ارینا'' نہ فرمایا کہ انقطاع کا وہم دے۔بلکہ ''نری'' فرمایا کہ تجدد وبقا پر دال ہو۔تاویل کی گنجائش بہت ہوتی ہے اس ''کَذٰلِكَ'' کا مشارٌ الیہ بتایا جائے۔ہم ایسے ہی دکھاتے ہیں ابراہیم علیہ السلام کو۔ایسے کیا معنیٰ؟ وہ دوسرا کون ہے جس کے دکھانے سے تشبیہ دی جارہی ہے کہ جیسے انہیں دکھائے اس طرح ابراہیم علیہ السلام کو دکھائے۔ہاں! ہم سے سنو! وہ مشبہ بہ، وہ اصل الاصول کمالات، وہ منبع جملہ بحار وانہار[۴۴] وہ مرجع جملہ اضواء وانوار کون ہیں؟ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جن کے صدقے میں اہل کمال نے کمال پایا۔تمام فضائل وکمالات انبیاء ان کے فضائل کا پَرتَو ہے۔امام اجل سید ابو محمد بوصیری قدس سرہٗ قصیدۂ مبارکہ میں فرماتے ہیں:

كُلُّ اٰيٍ اَتـىٰ الـرُّسُلُ الكـرامُ بِهَـا   فَـاِنَّـمَـا الـضـلـت مِـنْ نُوْرِہٖ بهم

فَـاِنَّـهُ شـمـسُ فـضلٍ هم كَوَاكبها   يُـظهـرن انـوارهـا لـلنَّاس فى الظُّلم

حتـى اِنا طَلعتُ فِى الْكونِ عَمَّ هُوى   ها العٰلمين واحيت سائر الامم [۴۵]

عزت والے رسول جتنی نشانیاں لائے وہ حضور ہی کے نور مقدس سے ان کو ملیں اس لئے کہ حضور آفتابِ فضل ہیں تمام انبیاء حضور کے ستارے ہیں کہ اندھیریوں میں حضور ہی کا نور لوگوں کو پہنچاتے ہیں۔یہاں تک کہ جب اس آفتابِ فضل نے طلوع فرمایا اس کی ہدایت سارے جہان کو عام ہوگئی اور اس نے سب مردہ دلوں کو جلا دیا۔یہی امام علیہ الرحمہ قصیدہ مبارکہ ام القریٰ میں فرماتے ہیں:

كيف تـــرقـــى رقيك الانبيـــاء   يـاسـمــاع مــاطـا ولتهـا سـمـاء

لـم يـدا نـوك فـى علاك وقد حـال   ســنــا مــنك دونهــم وســنـــاء

انــمــا مثـلـوا صـفـاتك لـلـنـاس   كـمــا مثـل الـنـجـوم الـمـاء[۴۶]

کیونکر حضور کے مرتبہ پر ترقی پائیں انبیاء اے وہ آسمان جس سے کوئی آسمان بلندی میں مقابلہ نہیں کرسکتا۔حضور کی بلندیوں کے پاس بھی وہ نہ جاسکے۔حضور کی بلندی اور حضور کی روشنی بیچ میں حائل ہوگئی انہوں نے تو اپنے کمالات میں حضور کے کمالات کی تصویر دکھائی ہے جیسے پانی ستاروں کی تصویر دکھاتا ہے۔تو یہ نظر محیط کہ تمام ملکوت السماوات والارض کو عام ہے۔ابراہیم علیہ السلام نے کس سے پائی؟ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے ان کی نظر محیط کی تصویر ہے۔تصویر ذوالصورۃ کے مشابہ ہوتی ہے اسی مشابہت کو تو فرماتے ہیں: ''كَذٰلِكَ نُرِیْ اِبْرَاهِيْمَ''۔

جامع ترمذی وسنن دارمی وغیرہما کتب معتبرہ میں بروایات صحیحہ حضرت سیدنا معاذ بن جبل دس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے حضور پُرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں: ''اَتَانِیْ رَبِّیْ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ فَقَالَ لِیْ یَا مُحَمَّدُ فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰی''۔میرا رب میرے پاس تشریف لایا جو عقول سے وراء الورا، اور اس کی جلالت عزت کے شایان ہے اور اس وقت میں سب سے بہتر حال میں تھا۔اس نے فرمایا اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم)! ملاء اعلیٰ باہم کس بات میں مباہات کرتے ہیں۔میں نے عرض کی کہ اے میرے رب تو خوب جانتا ہے:فَوَضَعَ یَدَہٗ بَیْنَ کَتِفَیَّ فَوَجَدْتُّ بَرْدَهَا بَیْنَ ثَدْیَیَّ۔اس نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے بیچ میں رکھا اس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں پائی۔اس ہاتھ رکھنے سے کیا ہوا۔فرماتے ہیں: ''فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ''میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے،فَعَلِمْتُ مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ۔میں نے جان لیا جو کچھ شرق سے غرب تک ہے،فَتَجَلّٰی لِیْ کُلُّ شَیْئٍ وَعَرَفْتُ۔[۴۷] ہر چیز مجھ پر روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لی۔فقط روشن ہوگئی نہ فرمایا۔بلکہ اور میں نے ہر چیز کو پہچان لیا فرمایا۔یعنی میرا دیکھنا ایسا نہیں کہ اجمالی طور پر اشیاء سامنے حاضر ہیں۔مجمل طور پر دیکھ لیں اور پہچان میں نہ آئیں نہیں نہیں میں نے سب کچھ دیکھا اور سب کچھ پہچانا حضور کے بیٹوں میں سے ایک بیٹے حضور

کے غلاموں میں سے ایک غلام نہایت عزیز اور پیارے غلام کیسے بیٹے اور کیسے غلام نہایت محبوب بیٹے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''اَلسُّعَدَاءُ وَالْاَشْقِیَآءُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیَّ وَاِنَّ عَیْنِیْ فِی اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ ''۔ بے شک تمام سعید اور تمام شقی مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں اور بے شک میری آنکھ لوح محفوظ میں ہے۔ اور فرماتے ہیں:

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعًا
کَخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ اتِّصَالِ

میں نے اللہ کے ملک کو اس طرح دیکھا گویا وہ سب ملکر میرے سامنے ایک رائی کے دانہ کے برابر ہے۔ حضرت سیدنا بہاء الحق والدین قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ نے فرمایا مردوہ ہے کہ تمام روئے زمین اس کے سامنے دسترخوان کی مثل ہو، فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں کہ مردوہ ہے کہ تمام روئے زمین اس کے سامنے ایک ناخن کے برابر ہو۔ غرض وہ بلاشبہ حاضر وناظر ہیں ان کا رب عزوجل فرماتا ہے: ﴿وَتُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعاً اَیُّھَاالْمُؤْمِنُوْنَ ۝﴾[۴۸]۔ اے ایمان والو! سب اللہ کی طرف توبہ کرو۔ توبہ میں یقیناً قطعاً شرع کو جلدی منظور ہے۔ گھڑی بھر کی تاخیر منظور نہیں۔ نہ یہ کہ مہینہ دو مہینہ کے لئے اُٹھا رکھی جائے اور یہ بھی قرآن کریم سے اب پوچھئے۔ توبہ کا طریقہ کیا بیان فرماتا ہے: ''وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ وَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَلَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّاباً رَّحِیْماً ''[۴۹]۔ اور اگر وہ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور معافی چاہیں اور تم بھی ان کے لئے معافی چاہو تو ضرور اللہ کو پائیں گے توبہ قبول فرمانے والا مہربان۔ توبہ ہم سے مانگتے ہیں اور فوراً مانگتے ہیں اور طریقہ یہ بتاتے ہیں کہ ان کے حضور حاضر ہو کر توبہ کرو اگر وہ دور رہیں تو فوری توبہ کیسے ممکن اور مدینہ طیبہ ہر مسلمان کو کیسے آسان؟ اور اگر گیا بھی تو ''تاتریاق از عراق'' [۵۰] کا مضمون۔ نہیں نہیں، یہی معنیٰ ہیں کہ وہ ہر جگہ حاضر ہیں، ہر مسلمان کے دل میں وہ تشریف فرما ہیں۔ ہر مسلمان کے گھر میں وہ تشریف فرما ہیں۔ علی قاری شرح شفائے امام قاضی عیاض میں اس مسئلہ کی دلیل میں کہ جب کسی تنہا مکان میں جاؤ جہاں کوئی نہ ہو تو یوں کہو:

''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ''۔ فرماتے ہیں: ''لِاَنَّ رُوْحَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ حَاضِرَۃٌ فِیْ بُیُوْتِ اَھْلِ الْاِسْلَامِ ''۔[۵۱] حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی روح تمام مسلمانوں کے گھروں میں حاضر ہے۔ یہ لفظ کی تصریح ہے اور حضرت محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ نے جابجا تصریح فرمائی کہ حضور ہر چیز پر حاضر وناظر ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

جو شخص ایسے مسئلہ کو جو قرآن عظیم وحدیث صحیح اور ارشادات علماء سے ثابت ہے، کفر کہے وہ اپنے اسلام کی خبر لے۔ ھُمْ لِلْکُفْرِ یَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْھُمْ لِلْاِیْمَانِ [۵۲] (ترجمہ: اس دن ظاہری ایمان کی بہ نسبت کھلے کفر سے زیادہ قریب ہیں۔) (واللہ تعالیٰ اعلم)۔

دستخط ومہر۔ عبدالمصطفیٰ احمد رضا خاں محمدی سنی حنفی قادری برکاتی بریلوی
عفی عنہ بجمد المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

نوٹ: اس فتوے کی تائید میں پنجاب ویوپی کے متعدد علماء کے تائیدی دستخط موجود تھے لیکن عدم گنجائش کی وجہ سے ہم درج نہیں کر سکے۔ اس کا ہمیں افسوس ہے۔

وهابیوں دیوبندیوں کے عقائد کفریه و باطله

(۱) وہابیوں، دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ شیطان کا علم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے۔مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی خلیل احمد انبیٹھوی براہین قاطعہ،ص۵۱ پر لکھتے ہیں:

"شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض خیال فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے"

اس عبارت میں صاف صاف کہہ دیا کہ شیطان اور ملک الموت کے لئے علم کا وسیع اور زائد ہونا قرآن وحدیث سے ثابت ہے مگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لئے زائد و وسیع علم ہونا کسی آیت یا حدیث سے ثابت نہیں۔شیطان و ملک الموت کے علم کا وسیع و زائد ماننے والا مومن ہے،مسلمان ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے علم کو وسیع و زائد ماننے والا مشرک بے ایمان ہے کہ اس میں ایمان کا کچھ حصہ نہیں۔والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

(۲) وہابیوں دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ نماز میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا خیال لانا اپنے بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے۔امام الوہابیہ صراط مستقیم،ص۹۶ میں لکھتے ہیں:

"صرف ہمت بسوئے شیخ وامثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق درصورت گاؤ وخر خود ست"

یعنی نماز میں اپنے پیر اور دوسرے بزرگوں کی طرف اگرچہ جناب رسالت مآب ہوں، خیال لے جانا اپنے بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا زیادہ بُرا ہے۔العیاذ

باللہ تعالیٰ۔

(۳) وہابیوں دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ جو شخص حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو شفیع مانے وہ ابوجہل کے برابر مشرک ہے۔مولوی اسماعیل دہلوی اپنی کتاب تقویۃ الایمان کے ص۸/ پر لکھتے ہیں:

"پیغمبر خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو خدا کے برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے مگر یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل وسفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا۔سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔"

اس عبارت میں صاف صاف کہہ دیا کہ جو کسی نبی یا ولی کو پکارے وہ ابوجہل کے برابر مشرک، جو کسی نبی و ولی کی نیاز کرے وہ ابوجہل کے برابر مشرک، جو کسی نبی یا ولی کو ثواب پہنچانے کی منت مانے وہ ابوجہل کے برابر مشرک، جو کسی نبی و ولی کو شفاعت کرنے والا مانے وہ ابوجہل کے برابر مشرک۔

سنی بھائیو! دیکھو! یہ ہے کفر و شرک کی مشین جس نے کالا چھوڑا نہ گورا۔نہ دُبلا چھوڑا نہ موٹا۔ساری دنیا کے تمام مسلمانوں کو ابوجہل کے برابر مشرک بنا دیا۔اور ہم اہلسنت جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرنے والوں کو بحکم شریعت مطہرہ کافر کہتے ہیں اس پر وہابی دیوبندی ٹسوئے بہاتے ہیں۔ واویلا مچاتے ہیں کہ ہائے ان کی مشین میں کفر ہی کے فتوے چھپا کرتے ہیں ہائے ہائے ساری دنیا کو کافر کہہ دیا۔دیو کے بندوں سے کہو کہ ذرا اپنے ناپاک گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھو کہ کون ساری دنیا کو کافر و مشرک بنا رہا ہے اس عبارت سے یہ ثابت ہوا کہ وہابیہ دیوبندیہ شفاعت کے منکر ہیں اور حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص میری شفاعت کا انکار کریگا اسکو میری شفاعت نصیب نہ ہوگی۔والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

(۴) وہابیوں دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز کا شربت حرام اور ہولی دیوالی کی پوری کچوری حلال۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم، ص: ۱۴۵ پر ہے:

''محرم میں ذکرِ شہادت حسنین علیہما السّلام کرنا اگرچہ بروایات صحیح یا سبیل لگانا۔ شربت پلانا یا چندہ سبیل و شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہیں'' [۵۳]

اسی فتاویٰ رشیدیہ میں ص: ۱۱۹ پر ہے:

مسئلہ: ہندو تہوار ہولی میں اپنے استاد یا حاکم یا نوکر کو کھیلیں یا پوری یا اور کچھ کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں ان چیزوں کا لینا اور کھانا استاد و حاکم و نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں؟

الجواب: درست ہے'' ۔[۵۴]

والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

عبرت ونصیحت:

سنی مسلمان بھائیو! ہوش میں آؤ! دیکھو کہ ضد میں کہاں جا رہے ہو اپنے ایمانوں کی خبر لو وہابیوں دیوبندیوں کے یہ چند باطل و کفری عقیدے نمونے کہ طور پر حوالوں کے ساتھ پیشِ نظر ہیں نام نہاد جمیعتہ العلما دہلی اور الیاس کاندھلوی کی کلمہ پڑھانے والی تبلیغی پارٹی اور ابوالاعلیٰ مودودی کی اسلامی جماعت کہلانے والی پارٹی کے کرتا دھرتا لوگوں کے یہی عقیدے ہیں ان سے دور رہو، انکو اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تمکو فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ وما علینا الا البلاغ۔

مانوں نہ مانوں اس کا تمہیں اختیار ہے :: ہم نیک و بد جناب کو سمجھائے جاتے ہیں

حواشی وحوالے

[۱] سورۃ الاحزاب، آیت: ۴۵، پ: ۲۲

[۲] النہایۃ فی غریب الحدیث والاثر میں ہے: الشاھد: الحاضر۔ ص: ۴۳۶، المکتبۃ العصریۃ بیروت۔

[۳] المعجم الوسیط میں ہے: شَاھَدَہٗ (مصدر: مشاھدۃ) ای عاینہ (یعنی اس نے معائنہ کیا، اس نے دیکھا۔ (المعجم الوسیط، ص: ۵۱۶، دارالمعارف دیوبند)

[۴] سورۂ نساء، آیت: ۴۱، پ: ۵)

[۵] سورۂ انعام، آیت: ۳۳، پ: ۷

[۶] سورۂ بقرہ، آیت: ۱۴۳، پ: ۲

[۷] تفسیر روح البیان، ج: ۱، ص: ۲۴۸ داراحیاء التراث العربی بیروت

[۸] سورۂ بقرہ، آیت: ۱۴۳، پ: ۲

[۹] تفسیر عزیزی

[۱۰] ارانب: ارنب کی جمع، بمعنی: خرگوش۔ ثعالب: ثعلب کی جمع، بمعنی: لومڑی۔ یہاں ان دونوں کا معنی ہے: اعوان وانصار، دوست احباب، جٹے بٹے۔

[۱۱] الجامع الصغیر مع فیض القدیر، ج: ۵، ص: ۲۲، دارالکتب العلمیۃ بیروت

[۱۲] سورۂ نور، آیت: ۳۱، پ: ۱۸

[۱۳] سورۂ نساء، آیت: ۶۴، پ: ۵

[۱۴] (الف) مسلم شریف، کتاب الایمان، حدیث: ۳۷۲، دارالکتاب العربی، بیروت
(ب) سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، حدیث: ۳۹۸۶، دارالکتب العلمیۃ بیروت

[۱۵] سورۂ بقرہ، آیت: ۲۸۶، پ: ۳

[۱۶] سورۂ نور، آیت: ۳۱، پ: ۱۸

[۱۷] ملاعنہ: ملعون کی جمع، بمعنی لعنت وملامت کے مستحق لوگ

[۱۸] سورۂ نساء، آیت: ۶۴، پ: ۵

[۱۹] بخاری شریف، کتاب فرض الخمس، حدیث: ۳۱۱۴، دارالکتاب العربی بیروت

[۲۰] (الف) مسلم شریف، کتاب الرؤیا، حدیث: ۵۹۲۱، دارالکتاب العربی، بیروت
(ب) مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الرؤیا، حدیث: ۴۶۰۱، ۲/ ۵۱۹، دارالفکر بیروت
(ج) ترمذی شریف، حدیث: ۴۱۴، ۵/۵۸۳، دارالفکر بیروت

[۲۱] المقاصد الحسنۃ، ص: ۱۰۵، دارالکتاب العربی

[۲۲] سورۂ نور، آیت: ۴۱، پ: ۱۸

[۲۳] کتاب الشفاء، ج: ۲، ص: ۶۷، برکات رضا، پوربندر

[۲۴] شرح الشفاء علی ہامش نسیم الریاض، ج: ۳، ص: ۴۶۴، برکات رضا، پوربندر

[۲۵] مسند احمد بن حنبل، حدیث:۲۱۵۶۱، ج:۳۵، ص:۴۴۵، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت۔
بخاری شریف کتاب الفتن، حدیث:۷۰۵۴، مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت میں یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ مذکور ہے:من فارق الجماعة شبرا فمات، الا مات ميتة جاهلية

[۲۶] سورۂ حج، آیت:۱۰۷، پ:۱۷

[۲۷] جب تک کہ اس شراب کو چکھ نہ لو، اس کی قدر و اہمیت سمجھ میں نہیں آئے گی۔

[۲۸] تحذیر الناس کی اصل عبارت یوں ہے: سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابقین کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہلِ فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کوئی فضیلت نہیں۔ (تحذیر الناس، ص:۳، کتب خانہ امدادیہ دیوبند)

[۲۹] عبارت یوں ہے: بالفرض آپ کے زمانے میں کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے اور اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ (تحذیر الناس، ص:۲۴، کتاب خانہ امدادیہ دیوبند)

[۳۰] مشکوٰۃ المصابیح، کتاب العلم، حدیث:۲۳۳، ۱/۱۱۲، دارالفکر بیروت

[۳۱] تدریجاً: آہستہ آہستہ، دھیرے دھیرے

[۳۲] امکنہ: مکان کی جمع

[۳۳] متناہی: جس کی حد اور انتہا ہو اور غیر متناہی وہ ہے جس کی کوئی حد و انتہا نہ ہو۔

[۳۴] تو پاکی ہے عرش کے مالک کو ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں۔ (سورۂ انبیاء، آیت:۲۲)

[۳۵] فتاویٰ عالمگیری، ۲/ ۲۵۹، زکریا بک ڈپو، دیوبند
بحر الرائق میں ہے:ویکفر باثبات المكان لله تعالٰی، فان قال: الله فی السماء فان قصد حكاية فی فاد فی ظاهر الاخبار وان اراد المكان كفر، فان لم يكن نية (بحر الرائق ۵/۲۰۳، دارالکتب العلمیہ بیروت)

[۳۶] سورۂ اعراف، آیت:۱۸۰، پ:۹

[۳۷] سورۂ آلِ عمران، آیت:۷

[۳۸] منقصت: نقص، عیب، کمی

[۳۹] شرح مواقف میں ہے:ولا يصح عليه الحركة والسكون ولا الانتقال ولا الجهل ولا الكذب ولا شیء من صفات النقص عند اهل السنة والجماعة۔ (شرح مواقف، جزء:۳، ص:۱۸، دارالکتب العلمیۃ، بیروت۔) ترجمہ: اللہ تعالیٰ پر حرکت وسکون، انتقال، جہل وکذب اور کوئی بھی صفت نقص وعیب جائز وصحیح نہیں۔ (یعنی اللہ تعالیٰ ان صفاتِ نقص وعیب سے پاک ہے۔)
فتاوی عالمگیری، ۲/ ۲۸۵، زکریا بک ڈپو دیوبند میں ہے:یکفر اذا نسبه الی الجهل او العجز او النقص۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف جہل وعجز اور نقص کی نسبت کرنا کفر ہے۔

[۴۰] سورۂ احزاب، آیت:۴۵، پ:۲۲

[۴۱] سورۂ نساء، آیت:۴۱، پ:۵

[۴۲] کتاب الفتن، ص:۲۷

[۴۳] سورۂ انعام، آیت:۷۵، پ:۷

[۴۴] بحار: بحر کی جمع، بمعنی سمندر۔ انہار: نہر کی جمع بمعنی دریا وندی۔ ضوء کی جمع اضواء اور نور کی جمع انوار ہے۔ دونوں کا معنی: روشنی ہے۔

[۴۵] قصیدۃ البردۃ مع الفردۃ، ص:۱۱۸، جامعۃ الرضا بریلی شریف

[۴۶] القصیدۃ الہمزیۃ، ص:۱، برکات رضا، پوربندر۔ اس کتاب میں لم یدانوک کے بجائے لم یساووک ہے تاہم دونوں کا معنی ایک ہے۔

[۴۷] **فائدہ**: بخاری شریف کی حدیث ہے:قام فينا النبی صلی الله عليه وسلم مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اهل الجنة منازلهم واهل النار منازلهم۔ (بخاری شریف، کتاب بدء الوحی، ۱/۴۵۳) ترجمہ: راوی بیان کرتے ہیں کہ ایک بار نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ممبر پر جلوہ افروز ہوئے اور ابتدائے آفرینش سے لے کر قیامت تک کی باتوں کی ہمیں خبر دی یہاں تک کہ جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہوں۔
اس حدیث پاک کی تشریح کرتے ہوئے علامہ بدرالدین عینی شارح بخاری لکھتے ہیں:وفی ايراد ذالك كله فی مجلس واحد امر عظيم من خوارق العادة وكيف؟ وقد اعطی جوامع الكلم مع ذلك۔ (عمدۃ القاری، ۱۵/۱۱۰، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

[۴۸] سورۂ نور، آیت:۳۱، پ:۱۸

[۴۹] سورۂ نساء، آیت:۶۴، پ:۵

[۵۰] فارسی کی یہ ایک کہاوت ہے، پوری کہاوت اس طرح ہے: تا تریاق از عراق آوردہ شود، مار گزیدہ مردہ شود۔ یعنی جب تک عراق سے تریاق (زہر اتارنے والی دوا) آئے گا، تب تک سانپ کا کاٹا آدمی مر جائے گا۔ شدید انتظار کے موقع پر یہ کہاوت بولی جاتی ہے۔

[۵۱] شرح الشفاء مع نسیم الریاض، ۲/ ۶۷، برکات رضا پوربندر

[۵۲] سورۂ آلِ عمران، آیت:۱۶۷، پ:۴

[۵۳] فتاویٰ رشیدیہ کامل، ص:۱۳۰، مکتبہ تھانوی دیوبند

[۵۴] فتاوی رشیدیہ کامل، ص:۵۷۵، مکتبہ تھانوی دیوبند

شریعت کی زباں تم ہو طریقت کا بیاں تم ہو
شرف ہے جس سے دنیا کو وہ مخدومِ جہاں تم ہو

مخدومِ جہاں اکیڈمی

انتہائی مسرت کی بات ہے کہ سرزمین گھاٹکو پر ممبئی میں سلطان المحققین، مخدومِ جہاں، مخدوم الملک، حضرت سید شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری (مخدومِ بہار) قدس سرہٗ کی ذاتِ بابرکات سے منسوب مخدومِ جہاں اکیڈمی کا قیام عمل میں آچکا ہے اور بحمدہٖ تعالیٰ نہایت ہی قلیل مدت میں اس اکیڈمی سے متعدد کتابیں چھپ کر منظرِ عام پر آچکی ہیں۔ اکیڈمی کے بنیادی اغراض ومقاصد میں اسلاف واکابر اہلِ سنت کے علمی وتحقیقی کارناموں کو دورِ جدید کے اسالیب کی روشنی میں اُجاگر کرنا ہے۔ خصوصًا وہ اعاظم ورجال جن کے نام وکام جمود وبے حسی کی گرد اور ملبے تلے دب کر رہ گئے، ان کی شخصیات اور ان کی روشن ترین خدمات کو ازسرِ نو طباعت وترسیل کے مراحل سے گزارنا ہے۔ لہٰذا علم دوست دردمند احبابِ اہل سنت زمانے کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے علمی وتعمیری اور مثبت ومؤثر کاموں کی طرف خصوصی توجہ دیں اور دستِ تعاون بڑھا کر اکیڈمی کے دست وبازو کو مضبوط کریں۔

عرض گذاران:

محمد بابر عالم قادری
بانی مخدوم جہاں اکیڈمی، مکہ مسجد، گھاٹکوپر ممبئی
9821975491

محمد ابرار احمد قادری
رکن مخدوم جہاں اکیڈمی، مکہ مسجد، گھاٹکوپر ممبئی
8865026792

Modern Printers : 8796034360